توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین القرآن

اے اللہ! میرا خاتمہ ایمان پر فرما اور نیک لوگوں کی معیت نصیب فرما

اکابرؒ کی شامِ زندگی

مرتب

مولانا عماد الدین محمود

فاضل وفاق المدارس

منبر و محراب، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، اور تربیت و رہنمائی کے حوالے سے نمایاں خدمات انجام دینے والے اکابرؒ علماء دیوبند کی حیاتِ مستعار کے آخری لمحات میں کہے ہوئے الفاظ اور سفرِ آخرت کے انتہائی مؤثر سبق آموز اور دلچسپ حالات و واقعات ــــــــــــــ

القاسم اکیڈمی • جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس • خالق آباد • ضلع نوشہرہ فون: 630611 (0923) فیکس: 630237

Marfat.com

اکابرؒ کی شامِ زندگی

...... مرتب ......

مولانا عمادالدین محمود

...... پیش لفظ ......

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم

منبر ومحراب، درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تربیت ورہنمائی کے حوالے سے نمایاں خدمات انجام دینے والے اکابرؒ علماءِ دیوبند کی حیاتِ مستعار کے آخری لمحات میں کہے ہوئے الفاظ اور سفر آخرت کے انتہائی مؤثر سبق آموز اور دلچسپ حالات وواقعات ....

2005

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد نوشہرہ، صوبہ سرحد، پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

84337

نام کتاب ---------- اکابرؒ کی شامِ زندگی

مرتب ---------- مولانا عماد الدین محمود

پیشِ لفظ ---------- مولانا عبدالقیوم حقانی

کمپوزنگ ---------- جان محمد جان ...... حافظ محمد طاہر

پروف ریڈنگ ---------- محمد شفیق عالم کشمیری

تاریخ طباعت اوّل ------ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/ اپریل 2003ء

تاریخ طباعت بارِ دوم ---- ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ/ جنوری 2005ء

قیمت ------ 24 روپے

ناشر ---------- القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد' نوشہرہ، سرحد، پاکستان

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ' صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد سبیلہ چوک کراچی

☆ مولانا سید محمد حقانی ' مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی

☆ مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور

☆ زم زم پبلشرز ' نزد مقدس مسجد ' اردو بازار ' کراچی

☆ مولانا خلیل الرحمن راشدی صاحب' جامعہ ابوہریرہ' چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذخیرہ

Marfat.com

موت

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

❁❁❁

موت کو پیشِ نظر رکھ ہر گھڑی
پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی
گِرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار
گو تجھے جلنا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ کہ ہم ہیں ہوشیار
کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار
جب تجھے مرنا ہے اک دن بالیقین
چھوڑ فکرِ ایں و آں، کر فکرِ دیں
بہرِ غفلت یہ تیری ہستی نہیں
دیکھ! جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں
جائے عیش و عشرت و مستی نہیں
عیش کر غافل نہ تو آرام کر
مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یادِ حق دنیا میں صبح و شام کر
جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر

Marfat.com

فہرستِ مضامین

اکابر کی شامِ زندگی

انتساب	۷
اظہارِ تشکر	۸
اعترافِ حقیقت	۹
پیشِ لفظ	۱۰
عرضِ مرتب	۱۱
یقینی بات	۱۱
موت زندگی کا آئینہ ہے	۱۳
والدہ کی بددعا	۱۴
بُری موت	۱۵
فیصلہ ابھی نہیں ہوسکتا	۱۵
نفس مطمئنہ	۱۶
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۱۸
شاہ عبدالرحیم دہلویؒ	۱۹
مولانا قاسم نانوتویؒ	۱۹
گورِ غریباں	۲۰
مولانا محمود الحسنؒ	۲۱
مولانا مناظر احسن گیلانی	۲۲
مولانا محمد حسینؒ	۲۳
پیر مہر علی شاہؒ	۲۴
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۲۴
مولانا اشرف علی تھانویؒ	۲۵
نور کی کرنیں	۲۶
مفتی کفایت اللہؒ	۲۶
مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	۲۷
مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ	۲۸
مولانا سید بدرِ عالم مہاجر مدنیؒ	۲۸

Marfat.com

مولانا انور شاہ کشمیریؒ ۲۹
سفید پوشوں کا مقدس ہجوم ۳۰
مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ۳۱
مولانا احمد علی لاہوریؒ ۳۲
مولانا محمد رسول خانؒ ۳۳
مولانا محمد یوسف دہلویؒ ۳۳
پھول سُنگھایا گیا ۳۴
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۳۵
مولانا ابوالکلام آزادؒ ۳۶
مولانا محمد علی جالندھریؒ ۳۷
مولانا غلام اللہ خانؒ ۳۸
قابلِ رشک موت ۳۹
خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ ۳۹
مفتی محمد شفیعؒ ۴۰
مولانا یوسف بنوریؒ ۴۱
مولانا مفتی محمودؒ ۴۱
مولانا غلام غوث ہزارویؒ ۴۳
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ ۴۴
فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ ۴۵
نعتیہ شعر ۴۶
دعائے تسہیل ۴۶
مریدوں کو تلقین ۴۶
بشارت ۴۶
حدیث کا تقاضا ۴۷
اہل تعلق کے لئے دعا ۴۷
وقتِ اخیر ۴۷
ساعتِ وداع ۴۸
وفات ۴۸
آثار قبولیت و رحمت ۴۸
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ۴۹
مولانا تاج محمودؒ ۴۹
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ۵۴
مولانا یوسف لدھیانویؒ ۵۴
مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ۵۶
مفتی عطا محمدؒ ۵۷
مولانا عبدالمنانؒ ۵۹
وقت آخر ۶۰
مہمان آئے ہوئے ہیں ۶۰
حضرت مولانا قاضی خادم محمدؒ ۶۱
حضرت مولانا فضل محمدؒ ۶۲

Marfat.com

انتساب

حضرت مولانا عبدالحق فاضل دیو بند (چودھوان)

اور

عم محترم حافظ منوردین مرحوم

کے نام

Marfat.com

اظہارِ تشکر

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مربی ومحسن اور محبوب استاد حضرت مولانا قاضی خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم، مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام عربیہ تعلیم الاسلام درابن کلاں اور ملک کے مایہ ناز خطیب، عظیم داعی، بے مثال مدرّس اور لاجواب مصنف حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کا شکریہ ادا نہ کروں۔ کیونکہ مجھ گناہ گار پر ان شخصیات کے جو احسانات ہیں وہ کیف وکم کے احاطہ سے باہر ہیں۔ میرے اندر ادبی وعلمی ذوق پیدا کرنے میں ان کا اساسی کردار ہے بلکہ انہوں نے مجھ گناہ گار کو انگلی سے پکڑ کر علم وقلم کی شاہراہ پر چلنا سکھایا اور اس قابل بنایا کہ دو حرف لکھ کر اور کہہ کر اپنی استطاعت کے بموجب دین کی کوئی خدمت کرسکوں۔ میں گناہ گار آج جو کچھ ہوں ان کی محنت، تربیت، رہنمائی اور شفقت کے نتیجے میں ہوں۔

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آرزو
میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہر شاہوار کر

عزیزم محمد طاہر حقانی سلمہ اور عدنان قدوس صاحب اور برادرم جان محمد جانؔ کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے دن رات ایک کر کے میری کتاب کی کمپوزنگ کے تمام مراحل بطیّب خاطر پورے کئے، اللہ تعالیٰ رب العالمین میرے ان عزیزوں کو اجر عظیم سے نوازے اور ان کے علم میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

Marfat.com

اعتراف حقیقت

سوچتا ہوں اگر مرحوم والدین کی دعاؤں کا سہارا نہ ہوتا۔ میرے سیدھے سادے، باکردار و عبادت گزار، پیکر محبت و مروت، مجسم دیانت و شرافت اور شب زندہ دار ماں باپ جو رات کی تنہائیوں میں اور صبح کے اجالے میں خالق ارض وسماء کے سامنے دامن پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگتے۔اے ہمارے رب۔ہمارے اس بچے کو دین کا داعی بنادے، مبلّغ بنادے، خطیب بنادے۔ میرے والد حافظ مظفر محمود مرحوم جب بھی میرا نام لکھتے، تو مولوی کا لاحقہ ضرور لگاتے، حالانکہ اس وقت مجھ گناہ گار کی عمر بمشکل چھ یا سات سال تھی۔ یہ ان کے شوق، ولولوں، درد دل، اور نالہ ہائے نیم شبی کا ثمرہ ہی تو ہے کہ آج مجھ گناہ گار کے ہاتھ میں قلم ہے، اگر ان کی دعائیں نہ ہوتیں، تو میرے ہاتھ میں نہ قلم ہوتا، نہ کاغذ ہوتا، نہ میرا رشتہ منبر و محراب سے جڑتا، نہ تصنیف و تالیف کا ذوق ہوتا، کہاں میں اور کہاں تصنیف و تالیف، دعوت و تبلیغ ...... ع

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرا ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

Marfat.com

پیشِ لفظ

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب ☆ مہتمم جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ

..............<☆☆☆☆>..............

برادر مکرم حضرت مولانا عماد الدین محمود نوجوان فاضل، جید عالم دین، علم وراثت کے ماہر، مخلص داعی وخطیب اور صاحب طرز ادیب ہیں۔ موصوف میرے شفیق بزرگ ومحسن مخدوم ومکرم حافظ مظفر محمود صاحب نور اللہ مرقدہ کے فرزند ارجمند اور جامعہ ابو ہریرہ میں قائم ''القاسم اکیڈمی'' کے فعال رکن ہیں۔ جامع مسجد چودھوان میں خطابت، جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کی رکنیت اور علاقہ بھر میں تبلیغ ودعوت کی ذمہ داریوں کے باوصف، جامعہ ابو ہریرہ کی خدمت اور القاسم اکیڈمی کی رفاقت کا نہ صرف احساس رکھتے ہیں بلکہ تمام ذمہ داریوں سے بڑھ کر اسے نبھاتے ہیں۔ خدا نظر بد سے بچائے جس تن دہی، لگن، محبت اور خلوص سے میدان علم وعمل میں اترے ہیں، اگر یہی رفتار کار رہی تو یقیناً مستقبل بعید نہیں بلکہ مستقبل قریب میں اللہ تعالیٰ ان سے عظیم دینی، دعوتی، تبلیغی، اصلاحی، تحریری، علمی اور ادبی کام لے گا اور یہی دل کی دعا ہے۔

پیش نظر کتاب موصوف کی تحریری کاوش کا نقش اول ہے۔ پڑھتے جائیے اور سر دھنتے جائیے۔ اپنے موضوع پر منفرد کتاب۔ کتاب پڑھ کر دل گواہی دیتا ہے کہ مصنف کو اللہ نے سلامت فکر اور اعتدال طبعہ سے نوازا ہے۔ خود میں نے کتاب کا مطالعہ شروع کیا تب کتاب رکھی جب مطالعہ مکمل کر لیا۔ اور اب دوبارہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ ''القاسم اکیڈمی'' اپنے قارئین کے حضور یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ یقیناً قارئین اس کی قدر کریں گے اور ہم گناہ گاروں کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

Marfat.com

عرضِ مرتب

قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور احادیث طیبہ اور عام مشاہدہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہر ذی روح اور ہر انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ہر انسان اپنی مدت معینہ تک جینے کے بعد بالآخر مرے گا یہ نظام فطرت ہے۔ ہر قوم، ملت اور مذہب اس پر متفق ہے۔ ہر انسان کو خواہ وہ بچہ ہو یا جواں، عورت ہو یا مرد، عالم ہو یا جاہل، بادشاہ ہو یا گدا، ولی کامل ہو یا فاسق فاجر، مسلمان ہو یا کافر، خطیب ہو یا ادیب، فلسفی ہو یا منطقی، مفسر ہو یا محدث، جس واقعہ کے پیش آئے بغیر چارہ نہیں وہ موت اور صرف موت ہے۔

موت عجیب وغریب شے ہے یقینی بھی اور غیر یقینی بھی۔ یقینی تو اس طرح کہ سب کو آنی ہے اور غیر یقینی اس طرح کہ کسی کو معلوم نہیں کہ کب آئے گی، کہاں آئے گی اور کیسے آئے گی۔ آج تک کوئی آلہ ایسا نہیں بن سکا جو موت کا بالکل صحیح وقت بتائے۔ کہ فلاں وقت فلاں تاریخ کو اتنے بجے اتنے منٹ پر فلاں کو موت آئے گی۔

یقینی بات :

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں۔ آپ کوٹھے سے نیچے نہیں پھاند پڑتے اس لئے کہ سخت چوٹ کھا جانے کا یقین رکھتے ہیں۔ آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے اس لئے کہ جل جانے کا یقین رکھتے ہیں۔ دریا میں نہیں کود پڑتے اس لئے کہ ڈوب جانا یقینی سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کیا ہے کہ جو شے ان سب سے زیادہ یقینی ہے۔ جس کے واقع ہونے میں ذرا شک وشبہ نہیں۔ اس کی جانب سے آپ اس قدر غافل ہیں۔ اور اپنی اس غفلت پر آپ کو

Marfat.com

ندامت تک نہیں۔ بلکہ جو لوگ یہ تذکرہ زیادہ کرتے رہتے ہیں، جو لوگ اس آنے والے یقینی وقت کی فکر میں زیادہ رہا کرتے ہیں انھیں آپ کم عقل، وہمی و خبطی قرار دیتے ہیں اور یہ شاید اس لئے ہے کہ آپ نے اپنے نزدیک جن لوگوں کو بڑا معاملہ فہم، عقل مند و خوش نصیب ٹھہرا رکھا ہے۔ان کی کتابوں میں، ان کی گفتگو میں، ان کے دلوں میں کبھی بھولے سے بھی اس یقینی وقت کی یاد نہیں آتی! اور وہ موت کے خوف کو شاید اپنی عقل، علم اور تہذیب کے منافی سمجھتے ہیں۔

ان پر جو کچھ گذرے گی وہ بہر حال انھیں جھیلنا پڑے گی، آپ اپنی فکر کیجئے اور اپنی حالت کو سوچئے۔آپ تلاش رزق میں رات دن کیسا سر کھپاتے ہیں آمدنی کے بڑھانے کی فکروں میں کس قدر مشغول رہتے ہیں، صحت اور طاقت کی تدبیروں میں کس طرح گھلے جاتے ہیں، سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے مدتوں پیشتر سے کیسے کیسے سامان درست کرتے ہیں، اپنی نمود اور ناموری کے لئے کیا کیا چالیں چلتے ہیں، اپنی تن پروری اور آرام دہ زندگی بسر کرنے کے لئے کیا کچھ جتن نہیں کرتے، لیکن کبھی آپ یہ بھی سوچتے ہیں کہ جتنی نمازیں ناغہ ہوئی ہیں، ان کا جواب دینا ہوگا؟ جتنے روزے بلا وجہ چھوڑے ہیں ان کی بابت باز پرس ہوگی؟ جن جن لوگوں کی حق تلفی کی ہے ان کے سامنے مجرم بن کر آنا پڑیگا؟ جن امانتوں میں خیانت کی ہے، ان سب کا حساب دینا ہوگا؟ قوم وملت کے خلاف جن جن کاروائیوں میں شرکت کی ہے ان کی بابت پرسش ہوگی؟ بدکاری، بدزبانی، بدگوئی، جھوٹ، رشوت، سود خوری، وغیرہ ہر شے کی بابت، مواخذہ اور کیسا سخت مواخذہ ہوگا۔

(بحوالہ تعمیر حیات لکھنوء شمارہ ۱۰ مئی ۲۰۰۲ء)

موت زندگی کا آئینہ ہے :

موت تو زندگی کا آئینہ ہے۔ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ تم جس طرح زندگی گذاروگے، اس طرح تمہیں موت آئے گی اور جس طرح تمہیں موت آئے گی اسی طرح یوم

Marfat.com

حشر میں اٹھائے جاؤ گے۔ ہر انسان کی موت اور عالم نزع کا مختصر ترین وقت دراصل مرنے والے کی پوری زندگی کا عکاس ہوتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ مرنے کے وقت فساق و فجار مایوسی اور کفریہ کلمات کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک شخص جس نے ساری زندگی فسق و فجور میں گذاری تھی جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا اسے کلمہ طیبہ تلقین کیا گیا تو اس نے جواباً کہا میں نے تو ساری زندگی نماز نہیں پڑھی اس کلمہ سے کیا ہو جائے گا۔ بعض لوگ مرتے وقت شراب مانگتے ہوئے دیکھے گئے۔ کسی نے حقہ مانگا تو کوئی آخری وقت میں گالیاں اور بکواس کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا۔

ڈاکٹر نور احمد پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان، راوی ہیں:

"کہ بطور ڈاکٹر میں نے تقریباً ایک سو سے زائد مسلمانوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھا۔ اور میں اس جستجو میں رہا کہ اس مرنے والے کے آخری الفاظ کیا ہیں۔ سو مسلمانوں میں سے صرف دو تین کو آخری وقت کلمہ نصیب ہوا۔ ان کے علاوہ باقی دنیا کی باتیں کرتے ہوئے چلے گئے۔ کسی نے ملک شیک مانگا، کوئی گانے گا رہا تھا اور کوئی فلمی کرداروں کا نام بار بار لے رہا تھا۔ ایک زمیندار بار بار یہ دریافت کر رہا تھا کہ بھینس کو چارہ ڈالا ہے؟ یہ شکایت جب اس کے رشتہ داروں نے مجھے آ کر کی، تو میں چونک اٹھا، میں نے سمجھ لیا کہ یہ اس کا آخری وقت ہے، لیکن چونکہ اس کی ساری عمر بھینس اور چارے میں گذری، اس لئے وہی چیز مرتے وقت اس کے سامنے آئی اور کلمہ جیسی نعمت سے محروم ہو گیا۔ ایک نوجوان دل کے مرض سے داخل تھا اور میرے زیر علاج تھا، جب میں اس کو دیکھنے جاتا، ریڈیو اس کے ساتھ رکھا ہوتا تھا اور وہ گانے سننے میں مشغول رہتا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس نوجوان کا مرض لاعلاج ہے، میں نے اس کو قرآن پڑھنے کی دعوت دی، اس نے بتایا کہ میں حافظ قرآن ہوں، گانے

Marfat.com

بھی سنتا ہوں اور قرآن بھی پڑھتا ہوں۔تو میں نے پوچھا کونسا کام زیادہ کرتے ہو،تو اس نے کہا کہ گانے کو زیادہ وقت دیتا ہوں۔جب اس کے مرنے کا وقت آیا،اس کے منہ سے گانے کی آوازیں آرہی تھیں۔آخری وقت میں کلمے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

والدہ کی بددعا :

میرے والد صاحب کے ایک دوست کے متعلق مشہور ہے کہ جب اس کی والدہ قریب المرگ تھی،تو اس نے والدہ کے ساتھ بدتمیزی کی،اور وہ بے چاری اکیلی پڑی رہی اور اسی حالت میں مرگئی۔میں اس جستجو میں تھا کہ جو والدین کے ساتھ برا سلوک رکھے،اس کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے۔زندگی کے ایام گذرتے گئے،اس واقعہ سے تقریباً 28 سال بعد یہ صاحب جو اپنی والدہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے تھے،بیمار ہوئے اور دستوں کی وجہ سے بہت کمزور ہوگئے۔میرے والد صاحب مجھے ان کے علاج کے لئے لے گئے،میں نے دیکھا یہ بہت کمزور تھے اور رو رہے تھے،میں نے اس کو غذا بتائی،تو زیادہ رونے لگے،اور بتایا کہ میں کئی دنوں سے بیمار پڑا ہوں،مگر میرے لڑکے ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئے۔چنانچہ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی۔وہ شخص رات کو انتقال کرگیا۔صبح کے وقت جب محلّہ والوں نے دیکھا،تو اس کی لاش کو چونٹیاں کاٹ رہی تھیں۔واقعی والدہ سے زیاتی کرنے والے کو اس دنیا میں سزا مل کر رہتی ہے۔

بُری موت :

میرے وارڈ میں ایک نوجوان گردے فیل ہوجانے کی وجہ سے مرا۔دو تین دن تک حالتِ نزع میں رہا۔اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے نہیں دیکھی۔اس کا منہ نیلا ہوجاتا تھا،آنکھیں نکل آتی تھیں،اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں،جیسے کوئی

Marfat.com

اس کا گلہ دبا رہا ہو۔ مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی۔ آواز زیادہ ہوگئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنا شروع ہوگئے۔ چنانچہ اس کو وارڈ سے دور کے ایک کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔ تا کہ آواز کم ہو جائے، مگر پھر بھی یہ آواز جاری رہی۔ اس کا والد مجھ سے یہ کہنے کے لئے آیا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دے تا کہ یہ مر جائے۔ ہم سے ایسی حالت نہیں دیکھی جاتی۔ میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟ اس کا والد فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنے بیوی کو خوش کرنے کے لئے ماں کو مارا کرتا تھا۔ یہ بُری موت اس کا نتیجہ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فضائل اعمال میں لکھتے ہیں کہ افیون کھانے کے ستر (۷۰) نقصانات ہیں جن میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔ اور جس شخص کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہوا تو وہ جانوروں سے بھی بدتر ہوا۔

فیصلہ ابھی نہیں ہوسکتا :

چھٹی صدی ہجری میں تاتاریوں کا رعب، دبدبہ، اور شان وشوکت کا ڈنکا بجا ہو تھا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اگر ان کی شکار گاہ میں کوئی ایرانی داخل ہو جائے تو اسے بدشگونی پر محمول کرتے کہ آج شکار نہیں ہوگا۔ ایک دن مولانا جمال الدین جو ایرانی تھے لاعلمی میں بغداد کے بادشاہ کی شکار گاہ میں داخل ہوئے۔ لوگ انہیں پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ مولانا جمال الدین پر بہت غصہ ہوا اور انہیں قتل کرنے کا حکم صادر کرنے سے پہلے غصہ میں ان سے پوچھا۔ بتاؤ میرا یہ کتا بہتر ہے کہ تم؟ مولانا جمال الدین نے کہا اس بات کا فیصلہ ابھی نہیں ہوسکتا اگر میرا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے تو میں بہتر ہوں ورنہ یہ کتا مجھ سے بہتر ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور کہا جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا اگر کبھی

Marfat.com

ضرورت پڑے تو آجانا۔

مولانا جمال الدین ایران چلے گئے اور اپنے لڑکے کو سارا ماجرا سنایا ان کے انتقال کے بعد ان کا لڑکا بغداد آیا۔ دربار شاہی میں پہنچا اور بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ میرے والد مولانا جمال الدین کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا اور اس کے وزراء سمیت لاکھوں تاتاریوں نے اسلام قبول کر لیا۔

عام مشاہدہ یہی ہے کہ علماء، صلحاء، اتقیاء، اولیاء اور دیندار لوگ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوتے وقت شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔ بقول اقبال :

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

نفسِ مطمئنة :

حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ بڑے محدث، فقیہ اور امام تھے۔ شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب تھے۔ بڑے حق پرست تھے۔ بادشاہ بھی ان سے خوف کھاتے تھے۔ آپ نے لمبی عمر پائی، بیمار ہوئے تو بیٹا خدمت کرتا تھا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ ایک بالکل اجنبی عجیب وضع قطع کا آدمی باہر سے آیا، اور خواجہ صاحب کا پوچھا کہ ان سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ بیٹے نے ملاقات کی وجہ دریافت کی، تو کہنے لگا کہ یہ خط ابھی خواجہ صاحب کو دیدو۔ بیٹا خط لے کر اندر گیا، کھولا، تو اس میں لکھا تھا،

"یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ہ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ہ بیٹا فوراً باہر آیا تا کہ مہمان کو دیکھے، مگر وہ غائب ہو چکا تھا۔ اس لمحے

Marfat.com

واپس اندر گئے، تو خواجہ صاحب واصل بحق ہو گئے تھے۔

ایسے ایسے سعادت مند بھی دیکھے گئے جنہوں نے سجدہ کی حالت میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اہل اللہ کی زندگی کے آخری لمحات بڑے قیمتی اور قرب و معرفت اور سلوک وصال کے اعتبار سے قابل رشک اور اہم ہوتے ہیں۔

کشتہ گان عشق الٰہی، محبان ذات رسالت پناہی اور واصلان بارگاہ الٰہی کی آخری ساعات کی روئیداد اکثر اہل علم شائع کرتے رہے ہیں۔ احقر بھی ذیل میں اپنے اکابر علماء دیوبند کے آخری ایام کے بعض حالات، کیفیات اور حکایات مختلف کتابوں سے پیش خدمت کر رہا ہے۔ کہ شاید ان واقعات کو پڑھ کر ہمارے اندر اعمال صالحہ کی انگیخت پیدا ہو جو خاتمہ بالخیر کا باعث بنے۔

عماد الدین محمود

رکن القاسم اکیڈمی

یکم اپریل، 2003ء

Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

قافلہ دیوبند کے پیرومرشد مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کا قیام مدینہ منورہ میں تھا اپنے آخری وقت میں اپنے خادم کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے گھر سے جو کچھ نکلے وہ سب اہل حاجت میں تقسیم کر دینا۔ خادم نے ضرورت مندوں کی فہرست بنا کر آپ کو دکھلائی آپ نے دیکھ کر فرمایا: اس فہرست میں فلاں، فلاں نام نہیں ہے؟

اس نے عرض کیا، حضرت وہ لوگ تو چالاکی سے کمائی کرتے ہیں میں نے تو ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اہل توکل ہیں۔

یہ سن کر آپ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے:

''واہ بھئی واہ، تم نے خوب کہا۔ چیز ہمیشہ قدردان کو دیتے ہیں اور تم نے ایسے لوگوں کے نام لکھے ہیں جو مال و دولت کے قدردان ہی نہیں ہیں، پھر متوکل افراد کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے لیکن ان حریصوں کے لئے ایسی کوئی بشارت نہیں، تو پھر زیادہ حقدار تو یہی لوگ ہوئے نا''۔

آخری لمحوں میں کہنے لگے، میرا جی چاہتا ہے میرے جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کیا جائے مولوی محمد اسماعیل کہنے لگے، حضرت یہ تو نامناسب ہے جسے فقہا نے ناپسند فرمایا ہے۔ پھر وہ باوضو ہو کر زیرلب اسم ذات کے ورد میں مصروف ہو گئے اور اسی عالم میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

جب آپ کا جنازہ اٹھا تو جنازہ میں موجود ایک عرب کی زبان سے بے اختیار نکلا ''اذکر اللہ'' بے ساختہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے لگ گئے اور جب تک ''جنت المعلیٰ نہ پہنچ

Marfat.com

گئے یہ روح پرور ذکر جاری رہا اور یوں ان کی آخری خواہش پوری ہوگئی۔

(بحوالہ عظیم شخصیات کے آخری لمحات)

<☆☆☆☆>

شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ پر انتقال کی کیفیت طاری ہوئی تو باوجود ضعف کے آپ کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ کہیں فجر کی نماز قضا نہ ہوجائے۔کئی بار پوچھا کہ صبح ہوگئی ہے یا نہیں؟ حاضرین نے کہا، ابھی نماز فجر کا وقت نہیں ہوا۔

آخری بار ان کے پوچھنے پر حاضرین نے وہی جواب دیا تو فرمانے لگے،تمہاری نماز کا وقت بے شک نہ آیا ہو ہماری نماز کا وقت تو آ گیا ہے پھر فرمایا، میرا رخ قبلہ کی طرف کر دو پھر قبلہ رو ہو کر نماز ادا کی اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور اسی کیفیت میں اس جہان فانی کو خیر آباد کہا۔

<☆☆☆☆>

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ

جمعرات کے دن بیماری کی حالت میں حضرت شیخ الھند کے مکان سے سیدنا الامام الکبیر کے ذاتی مکان کی طرف جہاں آپ کے اہل وعیال تھے لوگ آپکو لے چلے۔دن کے آٹھ پہروں میں سے جمعرات کے دن دو پہر گذر چکے تھے۔گھڑی کے حساب سے دو بجے کا وقت تھا۔حضرت پر غشی طاری تھی جب نماز کی طرف توجہ دلائی گئی تو سننے والوں نے اچھا کے سوا کچھ نہیں سنا۔دو بجے کے بعد انفاس کی آواز اس زور سے آنے لگی کہ باہر کے دروازے پر بھی سنی گئی۔(بحوالہ سوانح قاسمی ص ۱۳۱ جلد ۳)

Marfat.com

وفات کے بعد لوگ جنازے کو کندھوں پر اٹھائے لے جا رہے تھے۔ سینکڑوں آدمی جنازہ کو اٹھانا چاہتے تھے، مغرب کے قریب نماز جنازہ کی صف بندی ہونے لگی تو عام مسلمانوں نے دیکھا کہ جنازہ میں بڑی تعداد میں کمبل پوش فقرا موجود تھے لیکن دفن کے بعد سب غائب ہو گئے۔ دفن کے بعد یہ غائب ہونے والے رجال کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے؟ کہاں چلے گئے؟ اس کا جواب کیا دیا جا سکتا ہے؟ رات ہو چکی تھی ایسے وقت میں بجائے قیام کرنے کے ان کا غائب ہونا کچھ عجیب سی بات ہے۔ کہتے ہیں جب دفن کرنے والے دفن کر رہے تھے اسی وقت بے ساختہ حضرت شیخ الھندؒ کی زبان مبارک سے یہ شعر نکل پڑا ، روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ....

مٹی میں کیا سمجھ کے دباتے ہو دوستو
گنجینہ علوم ہے یہ گنج زر نہیں

گورِ غریباں :

بوقت وفات حضرت نے وصیت فرمائی کہ مجھے گور غریباں میں دفن کر دیا جائے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ دیو بند کے شیوخ و اکابر حضرات کے مقبروں کی جگہ جہاں عام اور غریب مسلماں دفن ہوتے ہیں مجھے بھی وہیں سُلا دیا جائے ....

شاہوں کے مقبروں سے الگ مجھ کو گاڑیو
ہم بے کسوں کو گور غریباں پسند ہے

ارواح طیبہ میں نقل کیا گیا ہے۔ کسی نے حضرت نانوتوی سے ایک دفعہ پوچھا کہ بزرگوں کے قریب دفن ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ جبکہ ہر شخص کو اپنی نیکی کام آتی ہے۔ سائل اُس وقت حضرت کو پنکھا جھل رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا تم اس مجمع میں پنکھا کسے جھل رہے ہو؟ کہا

Marfat.com

آپ کو، پنکھا کافی بڑا تھا، دوسروں کو بھی ہوا پہنچ رہی تھی اس پنکھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یوں ہی حق تعالی کی مغفرت و رحمت کے جھونکے جب چلتے ہیں تو مقصود کوئی ہو لیکن آس پاس والے بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ مشہور حدیث ھم القوم الذین لا یشقی جلیسھم (اہل اللہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشیں کبھی نامراد نہیں ہوتا) کا مفہوم بھی یہی ہے۔ سخاوی کی مقاصد حسنہ میں اس روایت کا بھی ذکر ہے جسمیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے مردوں کو نیک صالح لوگوں کے درمیان دفن کرو۔

<☆☆☆>

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ

۱۶ ربیع الاول یوم جمعہ تک اطمینان بخش حالت تھی۔ شنبہ کے روز حضرت کو لرزہ کے ساتھ نہایت سخت بخار ہو گیا۔ تکلیف بڑھ گئی اور حالت تشویشناک ہو گئی۔ اس سے پہلے اطمینان بخش حالت دیکھ کر اور دیوبند میں اپنی صاحبزادی کی شدید علالت سُن کر مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبند تشریف لے گئے تھے علالت کی زیادتی دیکھ کر ڈاکٹر نے دیوبند آدمی روانہ کیا۔ دوشنبہ کو بوقت عشاء نو بجے حکیم صاحب دہلی پہنچے تو مولانا کی تکلیف نہایت بڑھی ہوئی تھی اور حالت خطرناک تھی تاہم ہوش و حواس بجا تھے آدمی کو پہچانتے تھے بہت کمزور آواز سے کوئی بات فرماتے تھے۔

سات بجے کے بعد (۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ یوم شنبہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء) بہت تغیر ہو گیا اور حضرت دنیا سے بالکل غافل ہو گئے۔ تنفس طویل اور غیر طبعی ہو گیا اور انقطاع عن الدنیا و توجہ الی الرفیق الاعلیٰ کا گمان غالب ہونے لگا۔ چارپائی کے گرد حاضرین خاموشی اور آہستگی سے ذکر اللہ میں مشغول تھے۔ اسی حالت میں حضرت نے اس غیر فانی اور

Marfat.com

واجب الوجود ہستی کو یاد کیا جس کے نام پر اپنے آپ کو محو کر دیا تھا یعنی بلند آواز سے تین مرتبہ اللہ، اللہ، اللہ فرمایا۔

مولانا کفایت اللہ نے سورہ یٰسین شروع کی مگر وہ جوش گریہ اور ادب کی وجہ سے بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اس لئے مولوی حافظ محمد الیاس۔ نے پڑھنا شروع کیا سورہ قریب الختم ہوئی، تو حضرت نے خود بخود حرکت کر کے اپنا بدن سیدھا اور درست کر لیا ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر سیدھی کر لیں اور آٹھ بجے جبکہ مولوی الیاس بالکل اخیر سورہ پر پہنچے تو حضرت نے ذرا آنکھ کھولی اور تصدیق قلبی کی تائید کے لئے زبان کو حرکت دی اور خاص الیہ ترجعون کی آواز پر قبلہ رخ ہو کر ہمیشہ کیلئے آنکھ بند کر لی۔ یسر و سہولت سے سانس منقطع ہو گیا اور روح مقدس ریحان و جنت نعیم کی بہار دیکھنے کیلئے تمام اہل اسلام کو یتیم و بیکس چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئی اور رفیق اعلیٰ سے جا کر مل گئی

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار
یعنی چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

(بحوالہ حیات شیخ الھند صفحہ ۱۸۸)

<☆☆☆☆>

مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سفید داڑھی سیاہ ہو گئی :

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کے حسی کرامات زندگی میں خواہ دیکھی گئی ہوں مگر اس عالم ناسوت سے جاتے ہوئے انہوں نے عقیدت کے مارو…

84337

Marfat.com

روحانیت کے بے خبروں کیلئے عجیب کرشمہ دکھایا ان کے بھائی مکارم احسن صاحب کا بیان ہے کہ مرض الموت میں یہ فرماتے تھے کہ جنت میں کوئی بوڑھا نہ جائے گا، ہر شخص جوان ہو کر جائے گا، چنانچہ جیسے جیسے وہ اپنے وقت موعود سے قریب ہوتے جارہے تھے ان میں جوش و مسرت بڑھتا جارہا تھا یہاں تک کہ جس رات سفر آخرت طے تھا اس میں تو فرط انبساط سے بے قابو ہوئے جارہے تھے اور اسی عالم فرح و انبساط میں بظاہر سو بھی گئے مگر صبح جب ان کی روح پرواز کر چکی تھی، تو چہرہ پر گوشت تروتازہ تھا، سفید داڑھی بالکل سیاہ تھی اور لاغر و نزار جسم بالکل گداز ہو گیا تھا۔ دیکھنے والوں کو یوں نظر آرہا تھا جیسے کوئی پچیس سالہ جوان لیٹا ہوا ہے۔ اس منظر کو مکارم احسن صاحب ہی نے نہیں دیکھا بلکہ ہر شریک جنازہ نے حیرت کی آنکھ سے دیکھا اور اسی میں لذت روحانی محسوس کی۔ مولانا مرحوم کے جنتی ہونے کی اس سے زیادہ واضح نشانی کیا ہو سکتی ہے ....

مرگ مجنوں پہ عقل گم ہے میر
کیا دیوانے نے موت پائی ہے

(مقالات احسانی ص ۹)

<☆☆☆>

مولانا محمد حسین صاحبؒ

اب ہم چلے :

حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ کا آخری حال جو وثوق سے سنا ہے کہ یہ رہتے اور صاحب فراش، دوا پینے کا وقت آیا تو دوا حاضر کردی گئی۔ فوراً اٹھ بیٹھے اور فرمایا "تدبیر امر شرعی ہے، اس کا احترام ضروری ہے" یہ کہتے ہوئے دوا پی لی اور ہنستے ہوئے غلبہ شوق میں

Marfat.com

ارشاد فرمایا ''مگر بھائی! اب ہم چلے'' اس جملے کے ساتھ منہ پر چادر کھینچتے ہوئے بس لیٹے ہی تھے کہ زبان شوق سے ایک مرتبہ ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ عاشقانہ بلند ہوا اور جان مشتاق محبوب ازل کے حضور پہنچ چکی تھی .... ع

مرگے کہ زاہداں بہ دعا آرزو کنند

(مقالات احسانی ص ۱۸)

<☆☆☆>

پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ

''حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ'' اپنی حیات مستعار کے آخری دنوں میں گو شدید علیل رہے لیکن باوجود اس کے خلق خدا کی دلجوئی سے غافل نہ رہے۔ انتقال سے کچھ عرصہ قبل آپ نے متعدد بار سورہ یٰسین، سورہ یوسف، سورہ ملک، سورہ مزمل، درود مستغاث درود کبریت احمر اور دعائے کبیر کے ختم کرائے۔

آخری دن آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور اسی کیفیت میں سرشار ہو کر آپ کی زبان پر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد جاری ہوگیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ پر انوار و فیوضاتِ الٰہی کا نزول ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ ایک خاص لذت روحانی سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور بے اختیار سبحان اللہ، سبحان اللہ کے پر انوار کلمات آپ کی زبان سے نکل رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا! ''اللہ'' اور اس کی ادائیگی کے ساتھ ہی وہ اپنے اللہ کے پاس پہنچ گئے۔

<☆☆☆>

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

حضرت مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ حضرت کی وفات کا حادثہ جو ۸ یا ۹ جمادی الثانی علی اختلاف رویۃ الھلال ۱۳۲۳ء بمطابق ۱۱ آگست ۱۹۰۵ جمعہ کے دن چاشت کے وقت

Marfat.com

ہوا۔ وہ منظر اب تک آنکھوں کے سامنے ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ صبح کے بعد سے جنازہ کے اٹھنے تک اس قدر سناٹا تھا کہ آدمی تو کیا کسی جانور کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی تھی۔ لب ہر شخص کے ہل رہے تھے اس قدر مکمل سکوت کہ قرآن شریف کی تلاوت کی بھی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ حافظ بھی قرآن پڑھ رہے تھے ناظرہ خوان بھی۔ نماز جنازہ حضرت شیخ الھند نے پڑھائی۔ (بحوالہ حضرت شیخ کی آپ بیتی ص ۲۵۰)

<☆☆☆>

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آج تو ہم جارہے ہیں :

سیرت اشرف کے مصنف منشی عبدالرحمان صاحب رقم طراز ہیں۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء یوم سہ شنبہ کو صبح سے حضرت اقدس فرمانے لگے کہ آج تو ہاتھ پیروں کی جان سی نکل گئی ہے۔ ظہر کے بعد سوء تنفس پیدا ہوگیا، فرمایا کہ اتنی شدید تکلیف مجھے عمر بھر نہیں ہوئی۔ مگر کراہنے کے بجائے لفظ اللہ اس انداز سے فرمایا کہ سب کو کچھ تشویش سی ہوگئی۔ مگر گھبراہٹ کے آثار قطعاً نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس کو یہ محسوس ہوگیا ہے کہ یہ میرا آخری دن ہے۔ یہ چھوٹی پیرانی صاحبہ سے فرمایا کہ آج تو ہم جارہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا، کہاں؟ آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتی۔

آخری غشی سوا گھنٹہ طاری رہی اس کے بعد اخیر تک ہوش نہ آیا، البتہ سانس تیزی سے اور آواز کے ساتھ چلتا رہا۔ مولوی ظفر احمد عثمانی سورہ یٰسین شریف پڑھتے رہے اور آبِ زم زم چمچہ سے دہن مبارک میں ڈالتے رہے۔ خسرو دربار اشرفیہ خواجہ عزیز الحسن و دیگر حضرات نہایت حسرت سے حضرت کے اس دنیا سے رخصت ہونے کا نظارہ بے بسی کے عالم

Marfat.com

میں کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مستورات نے پردہ چاہا۔ اعزہ اندر رہے اور باقی حضرات نماز عشاء ادا کرنے چلے گئے۔ وہ ابھی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

نور کی کرنیں :

چھوٹی بیگم صاحبہ نے بوقت نزع یہ دیکھا کہ جب سانس زور سے اوپر کو آتا تھا تو داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کے درمیان پشت کی طرف گھائی میں ایک تیز چمک جگنو کی سی پیدا ہو جاتی تھی باوجود اس کے کہ بجلی کے دو قمقمے اس وقت روشن تھے۔ پھر بھی اس کی چمک غالب ہو جاتی تھی۔ پہلے تو وہ یہ سمجھیں کہ کوئی جگنو آ بیٹھا ہے۔ لیکن جب دیر تک ایسا ہی ہوتا، پھر انہوں نے دوسری مستورات کو بھی جو اس وقت ان کے قریب موجود تھیں دکھایا۔ کہ مجھے دھوکا ہو رہا ہے یا تمہیں بھی یہ چمک نظر آ رہی ہے؟ چنانچہ ان سب نے دیکھ کر اس کی تصدیق کی۔ سانس بند ہو جانے کے بعد وہ چمک بھی بند ہوگئی اور پھر نظر نہ آئی۔

<☆☆☆>

ابو حنیفہ ہند مفتی کفایت اللہؒ

لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے :

جناب مولانا قاضی سجاد حسین صاحب فرماتے ہیں۔ موت کی کیفیت جوان کے (مفتی صاحب) صاحبزادے انیس احمد کے خط سے معلوم ہوئی۔ یقیناً ہر مسلمان کیلئے باعث رشک ہے۔ چند ماہ علالت کے بعد ۳۱ دسمبر ۵۲ء کے شب چار بجے حسب معمول بیدار ہوئے۔ تیمّم کرا کے تہجد کی نماز کیلئے نیت بندھوائی اور اسی حالت میں روح جسدِ عنصری کو چھوڑ

Marfat.com

کر مرکز اصلی کی طرف پرواز کر گئی۔ (بحوالہ مفتی نمبر ص ۹۵)

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرمِ اُلفت بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

مفتی سید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے خواب دیکھا کہ ایک مکان میں اکابر اسلام کا اجتماع ہے اور حضور ﷺ بھی جلوہ فرما ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا کفایت اللہ اندر نہیں آئے؟ کسی نے عرض کیا، جی ہاں، یارسول اللہ وہ آ گئے ہیں۔ اسی وقت حضرت مفتی کفایت اللہ بھی وہاں آ گئے اور اس اجتماع میں شریک ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ عین اسی وقت مفتی اعظمؒ کا وصال ہوا۔

<☆☆☆☆>

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

چوبیس گھنٹے خاموشی میں اور غشی میں گزار کر بیوم چہار شنبہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ اور ۱۹۲۷ء منزل مقصود پر پہنچ گئے، کہ با آواز اللہ اللہ کہنا شروع کیا اور دفعتاً آنکھیں بند کر کے خاموش ہو گئے۔ تنگی وقت کے باوجود عجلت کے سامان غیبی طور پر ظہور پذیر ہوئے۔ غسل کا انتظام ہوا، سید نواب صاحب نے نہلایا، ابو مسعود نے پانی دیا اور مولوی سید اور مولوی عبدالکریم نے مدد کی، جلدی جلدی جنازہ تیار ہوا اور آستانہ محمدیہ پر باب جبریل ... جنازہ کی جگہ جنازہ رکھا گیا۔ نماز مغرب سے فراغت کے بعد مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ کے صدر مدرس مولانا شیخ طیب نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کو روانہ ہوئے۔ قبر اہل بیت سے متصل عشاء سے قبل آغوش لحد کے سپرد کر دیا گیا اور آپ کی دیرینہ مراد جو صد بار تب آپ کی زبان اور قلم سے نکلی تھی کہ اے کاش میری مٹی جنت البقیع کی خاک میں مل جائے۔ الحمد اللہ

Marfat.com

پوری ہوگئی۔

<☆☆☆>

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

۳۰/اگست ۱۹۵۶ء کو شام کے وقت اپنے تمام بچوں اور لڑکیوں کو بٹھا کر فرمایا یکم تاریخ سے گھر کا کام کاج خود دیکھو اور خود چلاؤ پھر نام بنام سب کو دعائیں دیں۔ یکم ستمبر کی شب کو رات دس بجے اپنے ذاتی خادم حافظ خلیل احمد سے فرمایا۔ حافظ صاحب اگر میں مر گیا تو مجھے بعد قرآن مجید پڑھ کر بخشنا، بھول نہ جانا۔ ناشتے کے بعد استنجے سے فراغت کے لئے بیت الخلا تشریف لے گئے۔ وہاں طبیعت خراب ہوگئی۔ فوراً باہر آگئے اور اپنے لڑکے مولانا سید الرحمان سے کہا، میری طبیعت سخت خراب ہو رہی ہے، عرق گلاب پلاؤ، عرق گلاب دیا گیا ایک گھونٹ پینے کے بعد زور زور سے کلمہ شریف پڑھنے لگے۔ تیسری بار کلمہ شریف پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

<☆☆☆>

مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنیؒ

وفات سے چند ہفتے قبل عالم آخرت نظر آنا شروع ہوگیا، فرماتے تھے کہ جو کچھ مجھ کو نظر آتا ہے اگر تم کو بتلادوں تو برداشت نہ کر سکو گے۔ اس طرح ایسی خوشبو محسوس فرماتے تھے جو یہاں کے عطروں میں نہیں۔ فرماتے دیکھو کتنی نفیس خوشبو آرہی ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے یہ کونسا مکان ہے؟ یہ کتنی عمدہ کوٹھی ہے؟ بالآخر ۵ رجب بمطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء شب جمعہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ وفات کے بعد چہرہ مبارک اس قدر منور اور مسکراتا ہوتا تھا کہ نقشہ کھینچنا دشوار ہے اور جسم مبارک سے ایسی خوشبو

Marfat.com

آرہی تھی کہ اس کو کسی خوشبو کے ساتھ تشبیہ دینا ناممکن ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد نماز جنازہ حرم نبوی ﷺ میں ادا ہوئی۔ اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے عین قدموں کے نیچے ان کو دفن کر دیا گیا۔ جس کی ان کو بہت تمنا تھی، اللہ نے پوری فرما دی۔

ہاں جنت البقیع میں میری بھی ہو جگہ
اس کی بہت تڑپ ہے مجھ ایسے غلام کو
کتنی بڑی ہوس ہے جو دل میں عمرؓ کے تھی
ہو جائے گر نصیب غلام غلام کو

<☆☆☆☆>

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ

آخری لمحات :

عصر و مغرب کے درمیان بیماری کی شدت بڑھتی رہی۔ آپ نے چار پائی پر نماز مغرب ادا فرمائی۔ مغرب کے بعد نزع طاری ہو گئیں۔ لیکن ہوش و حواس کی سلامتی اور مکمل تیقظ کی وجہ سے آنے جانے والوں اور گھر کے کسی فرد بلکہ تجربہ کار و حاذق طبیب کو بھی اس کیفیت پر نزع کا شبہ نہیں ہوا۔ ع چوں قضا آید طبیب ابلہ شد

وقت گزرنے کے ساتھ آپ کی بے چینی بڑھتی جاتی۔ تشنگی کا یہ عالم تھا کہ چند سیکنڈ کے وقفہ سے پانی کی ضرورت محسوس ہوتی۔ ایک قریبی عزیز محمد سعید مرحوم خدمت کی آخری سعادت سے بہرہ اندوز تھے۔ آپ بڑی بے تابی کے ساتھ اٹھتے، ''بھائی سعید پانی پلاؤ'' کے مضطربانہ کلمہ سے پانی طلب فرماتے، چند گھونٹ پی لیتے اور اسی پانی میں انگلیاں تر فرما کر

Marfat.com

کبھی چہرہ اور کبھی سینہ پر ملتے۔ حسب معمول حسبنا اللہ پڑھتے ہوئے سیدھے لیٹ جاتے بے تابی سے اٹھنا، بے قراری سے لیٹ جانا مسلسل ہوتا۔ یہ رات اپنی منظر کے حساب سے بڑی بھیانک تھی۔ شام سے ہی والدہ کے سر میں شدید درد تھا وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر گھر کے ایک گوشے میں لیٹی ہوئی تھی۔ معصوم بچے محو خواب اور بڑوں کے دماغ پر نیند کا خمار۔ کسی کو جگایا بھی جاتا، تو بیداری و خواب کی کشمکش میں نیند کی فتح ہوتی۔ آخری چند گھڑیاں خالہ زاد بھائی محمد سعید اور ان کی والدہ کے ساتھ ہی گزریں۔ رات کی تاریکی بڑھتی جاتی۔ زندگی کے مشرق پر علم و کمال کا آفتاب جہاں تاب جو نصف صدی سے مصروف گردش تھا جس کی روشنی سے علمی کائنات کے ذرے چمک رہے تھے اور جس کی گرمی سے روح گرمی حیات پائے ہوئے تھی، بڑھ کر موت کے مغرب میں چھپا چاہتا تھا۔ ایک تاریکی رات اپنے ساتھ لائی تھی۔ ایک اندھیرا اس دنیا میں اور پھیلنا چاہتا تھا۔ جس کے لئے ایک مرد حق آگاہ کی زندگی اس ناسوتی عالم سے بسرعت اپنا تعلق توڑ رہی تھی۔ شب کے گیارہ بجے پندرہ منٹ اور بڑھے اس پر آدھ گھنٹہ کا اضافہ ہوا ادھر یہ امیر المومنین فی الحدیث موت کے پیہم حملوں سے لاچار ہو کر مصفٰی و پاکیزہ روح کو قفس عنصری سے آزاد کر رہا تھا۔

سفید پوشوں کا مقدس ہجوم :

میری خالہ کا بیان ہے جن کی زندگی کے ساتھ اسی سال کی طویل صداقت بیانی ایک شاہد عدل کی حیثیت رکھتی ہے کہ میں نے گھر میں جلتے ہوئے چراغ کو پست کیا تو گھر کا پورا صحن سفید پوش انسانوں سے جن کے سروں پر عربی عمامے تھے لبریز ہو گیا۔ کبھی اپنی آنکھوں پر شبہ ہوتا اور کبھی اس منظر پر حیرت ہوتی، کیا یہ دارالعلوم دیوبند کے طلبہ ہیں؟ لیکن آج تو ان کو اندر آنے کی اجازت نہیں، کیا یہ بلند پایہ علماء کا گروہ ہے جنہیں انکی خصوصیات کی

Marfat.com

بنا پر اندر آنے کی اجازت مل گئی لیکن ان کے منور چہرے ،عربی طور وطریق میرے تمام تخیلات کوغلط کر دیتے۔اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں تمام انسانوں کی جان ہے۔نہ میری آنکھیں دیکھنے میں غلطی کررہی تھی اور نہ صورت واقعہ کے بیان میں کسی مبالغہ سے کام لیا۔دیوار پر آویزاں گھنٹہ نے اپنی مانوس آواز میں بارہ بجائے۔حضرت شاہ صاحب ایک ناقابل گفتنی اضطراب کے ساتھ پلنگ پر اٹھ بیٹھے۔''بھائی مجھے پانی پلادو'' کانپتے ہاتھوں سے ایک گلاس کو ہونٹوں تک پہنچایا ابتداء میں حسبنا اللہ اور خاتمہ کلمہ توحید کے پاکیزہ ورد پر کیا،خود ہی چار پائی پر قبلہ رخ ہو گئے ،وہ مقدس ہجوم جس نے گھر کے ماحول کولبریز کر رکھا تھا کوئی چیز ہاتھون میں تھام کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہوا گھر سے باہر جار ہا ہے۔میں نے جھک کر دیکھا تو پیشانی پسینہ آلود تھی اور شاہ صاحب مرحوم ساکت وصامت لیٹے ہوئے تھے۔دنیا میں اندھیرا چھا گیا روشنی گل ہوگئی علم وکمال کا آفتاب غروب ہو گیا اور رشد وہدایت کا چراغ بجھ گیا۔یہ دو صفر ۱۳۵۲ھ اتوار کا دن ختم ہو کر تین صفر شب پیر تھی۔تقریباً نصف شب کے وقت کائنات علم کا یہ سانحہ عظیم پیش آیا۔(بحوالہ نقش دوام صفحہ ۵۱)

<☆☆☆>

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی تذکرہ ''حضرت مدنی'' کے صفحہ ۴۴۱ پر لکھتے ہیں ۱۲ جمادی الاول جمعرات تک روزانہ صحت کے اضافے کی خبریں آتی رہیں۔جمعرات کی صبح کو عزیزان مولوی اسعد وارشد سلمھما کو آپس کے اتحاد ومحبت کی نصیحتیں فرمائی اور دوپہر کو بلا سہارا کمرہ سے صحن میں کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور اہلیہ کو صبر علی المصائب کی تلقین فرماتے رہے۔کھانے کے بعد سونے کیلئے لیٹے تھے ڈھائی بجے تک خلاف

Marfat.com

معمول نماز کیلئے نہ اٹھنے پر اہلیہ محترمہ دیکھنے گئیں تو بردا طراف پایا۔ جس پر مولوی اسعد کو آدمی بھیج کر بلایا کہ آج سب بے فکر تھے کہ طبعیت اچھی ہے۔ ڈاکٹر نے آکر کہا کہ حضرت کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مرحوم موت کے بعد کا حال کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ جسم پر وفات اور موت کا ذرہ برابر اثر نہ تھا، بالکل ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ سکون کی نیند سو رہے ہیں ذرہ آواز ہوئی تو ابھی آنکھیں کھول دیں گے۔ چہرے پر فرشتوں جیسی معصومیت طاری تھی اور دائمی مسکراہٹ بھی جو زندگی بھر ہونٹوں کا طرہ امتیاز رہی تھی۔

آل انڈیا اہل حدیث کے نائب صدر محمد عدیل صاحب دہلوی نے حضرت کے چہرہ کی زیارت کے بعد جناب مہتمم صاحب اور دوسرے بزرگوں سے فرمایا کہ اگر میں حضرت کی زیارت خود اپنی آنکھوں سے نہ کر لیتا اور کوئی مجھ سے کہتا کہ مولانا حسین احمد مدنی موت کے بعد مسکرا رہے تھے تو میں اس بات کا یقین نہ کرتا۔ مگر کیا کروں اپنی آنکھوں کو جھٹلا نہیں سکتا۔ لهم البشرىٰ في الحيوة الدنيا وفي الاخرة (سورہ یونس آیت ٦٤) کی کیسی صحیح تفسیر اور کیسی حسین تفسیر تھی حضرت مدنی کی زندگی بھی اور موت بھی۔

(الحرم میرٹھ مدنی نمبر ص ٦)

..................<☆☆☆>..................

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

حضرت مولانا عبید اللہ انور فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے وصال سے قبل تیمّم فرمایا اور نماز لیٹ کر پڑھی، پھر دعا کرتے رہے۔ پھر فرمایا روزہ افطار ہو گیا ہے؟ ہم نے عرض کیا، جی ہاں، فرمایا میرا روزہ افطار کراؤ۔ پانی لاؤ۔ والدہ صاحبہ نے کہا پانی

Marfat.com

پی لیں۔ فرمایا اچھی بات ہے۔ پیتے ہیں۔ نماز پڑھ لیں۔ حضرتؒ ہمیشہ دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ نماز قضا نہ ہو، درس کا ناغہ نہ ہو، بعینہ اس طرح ہوا کہ نماز تو کوئی قضا نہیں ہوئی لیکن اس رات تراویح نہ پڑھ سکے۔ نوافل کے درمیان میں اٹھ کر معانقہ کرنے لگتے اور مصافحہ کیا ، والدہ فرمانے لگی کس سے مل رہے ہو؟ آپ مسکرانے لگے۔ اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھ کر قبلہ رخ ہو گئے اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

<☆☆☆>

استاد المحدثین و المفسرین

مولانا محمد رسول خانؒ

حضرت اقدسؒ کو یکم رمضان کو معمولی سا بخار آیا۔ پہلے دن کھڑے ہو کر دوسرے تیسرے دن بیٹھ کر نمازیں ادا کیں۔ آپ کے نواسے کی روایت ہے کہ آخری وقت میں فرمایا جگہ خالی کر دو معزز مہمان آتے ہیں، پھر خود ان سے مصافحہ بھی فرماتے رہے۔ آخری وقت میں سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی، اپنے نواسے شفیق الرحمان سے بھی فرمایا تم بھی یٰسین پڑھو۔ میں تمہارے ساتھ بڑھتا ہوں کہیں غلطی نہ ہو جائے۔ چنانچہ پوری سورہ پڑھ کر یہ کلمہ فرمایا ”واللہ خیر حافظا رھوا ارحم الراحمین “اور یہ پڑھتے ہوئے انتقال فرمایا۔ ۳ رمضان المبارک کو وفات ہوئی۔ (سوانح مولانا رسول خانؒ ص ۱۱۴)

<☆☆☆>

مولانا محمد یوسف دہلویؒ

تبسم برلب :

۲ اپریل ۱۹۶۵ء سے طبیعت خراب ہونا شروع ہوئی۔ رات کو ایک تقریب نکاح

Marfat.com

میں دل کا حملہ ہوا، علاج معالجے کے بعد طبعیت سنبھل گئی۔ دوپہر تک طبعیت ٹھیک رہی لیکن جمعہ کی نماز کے بعد پھر اچانک حملہ ہوا ڈاکٹر اسلم نے کہا، فوراً ہسپتال لے جانا چاہئے۔ مولانا نے سنا تو فرمایا کہ وہاں تو نرسیں ہوں گی۔ مفتی زین العابدین نے فرمایا کہ اس کا پورا انتظام کیا جائے گا کہ کوئی نرس یا عورت قریب نہ آئے۔ اس پر چلنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مولانا کو موٹر میں لٹا دیا گیا۔ حضرت مولانا انعام الحسن، مولوی الیاس اور ڈاکٹر اسلم ساتھ بیٹھے۔ سانس زیادہ اکھڑنے لگی اس وقت زبان پر تھا ''ربی اللہ ربی اللہ'' مولوی الیاس صاحب کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ ہی مولانا نے شام کے وقت ماثور دعائیں پڑھنا شروع کر دیں اور کلمہ شریف پڑھنے لگے۔ گڑھی شاہو کے قریب پہنچے تو آنکھوں میں تغیر آ گیا۔ مولانا انعام الحسن نے سورہ یٰسین پڑھنی شروع کر دی اور حضرت مولانا نے کلمہ شریف پڑھتے ہوئے متبسم چہرے کے ساتھ جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

نمازِ جنازہ :

مولانا انعام الحسن نے نماز جنازہ پڑھائی پھر اس کے بعد شاہ عبدالقادر رائے پوری کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز نے دوسری دفعہ نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں دہلی اور اس کے قریب علاقوں اور میوات کے تقریباً اسی ہزار مسلمانوں نے شرکت کی اور مولانا کو اپنے والد ماجد مولانا الیاس کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

پھول سنگھایا گیا :

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

''ایک عورت نے جو مولانا کی عقیدت مند تھی مولانا کی وفات کے بعد وضو کر کے تسبیح لے کر بیٹھ گئی اسی حالت میں اس کو غنودگی ہوگئی۔ مولانا کی خواب میں زیارت ہوئی۔ مولانا نے فرمایا، اللہ سے تعلق پیدا کرو، سب نے ایک دن مرنا ہے۔ اس پر عورت نے

Marfat.com

والہانہ انداز سے پوچھا، حضرت جی آخر یہ ایک دم آپ کو کیا ہوگیا؟ مولانا مرحوم نے فرمایا کچھ نہیں۔ جب میں تقریر کر رہا تھا تو مجھ پر تجلیات الٰہیہ کا خاص ظہور ہوتا تھا۔ اس مرتبہ جب میں تقریر کر رہا تھا تو اتنا زیادہ ظہور ہوا کہ مرا قلب تحمل نہ کر سکا اور دورہ پڑ گیا۔ اس کے بعد مجھے بہت بڑا پھول سنگھایا گیا اس کے ساتھ میری روح نکل گئی۔ بس اتنی سی بات ہوئی۔

<☆☆☆>

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ایامِ بیماری میں امیر شریعت اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی ہمیشہ کھڑی رکھتے تھے۔ بعض دوستوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا، میں نے تمام عمر توحید پر وعظ کیا ہے عمر کے آخری حصے میں بھی اس تصور کو قائم رکھنا چاہتا ہوں۔

ہسپتال میں امیر شریعت کو ڈاکٹر نے ایک دن ایسا ٹیکہ لگایا جس کے باعث نبض ڈوبنے لگیں دل بیٹھنے لگا۔ امیر شریعت کو اپنی موت کا گمان ہونے لگا۔ انہوں نے اپنے خادم مولانا زرین احمد سے فرمایا ''اس ٹیکہ سے میرا کام ہوگیا ہے۔ لہٰذا آپ گواہ رہیں'' یہ کہہ کر آپ نے تین دفعہ کلمہ شہادت، تین دفعہ ''لا نبی بعدی'' کی حدیث پڑھی اور اس کا ترجمہ کیا۔ نیز فرمایا تمام دوستوں سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ دین کا کام بہر حال کرتے رہیں۔

رات اڑھائی بجے اچانک طبعیت خراب ہوگئی اور سانس اکھڑنے لگی ہچکی شروع ہوگئی۔ گھر میں پریشانی بڑھی اور موت کے سائے ناچنے لگے۔ امیر شریعت بے ہوشی کے عالم میں تھے اور سانس رک رک کر آرہی تھی سورج غم آلود چہرے سے تمام دن اس ماتم میں شریک رہا۔ وہ اپنے ڈھلتے سائے کو کل کے ماتم میں شرکت کیلئے چھوڑ کر مغرب کی چادر میں جا چھپا۔ شفق نے لالہ وگل کا لباس پہن لیا۔ موذن مغرب کی اذان کیلئے اٹھا ہی تھا کہ چھ بج کر

Marfat.com

پچپن منٹ پر برصغیر کا عظیم خطیب زندگی کے تقریباً بہتر (۷۲) برس گزار کر اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔

ادا کر کے قرض اپنی خدمت کا
سحر دم وہ جاگا رات کا
ابد کے نگر کو روانہ ہوا
مکمل سفر کا فسانہ ہوا

(بحوالہ حیات امیر شریعت ص ۴۶۰)

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

<☆☆☆>

مولانا ابوالکلام آزادؒ

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے معمول کے مطابق اٹھے لیکن اٹھتے ہی فالج کا حملہ ہوا اور بیہوش ہو گئے۔ ان کی علالت کی خبر ملتے ہی علم و ادب اور مملکت و سیاست کی دنیا میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ ہندوستان کے تمام سرکردہ افراد ان کی عیادت کے لئے دوڑے آئے۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند اس خبر سے پریشان ہو گئے آئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ بیٹھ گئے صدر جمہوریہ ہند بھی پہنچ گئے علم دوست اصحاب اور علماء و فضلاء کا جم غفیر ان کی رہائش گاہ پر اکٹھا ہو گیا۔ لیکن برصغیر کا وہ خطیب بے بدل عالم اور ادیب شہیر ان تمام باتوں سے بے خبر عالم بیہوشی میں اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

Marfat.com

کسی کسی وقت ہوش میں آ کر زیر لب کچھ کہتے اور پھر اسی کیفیت میں چلے جاتے۔تین دن یہی کیفیت رہی۔آخری دن تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں کھولیں، پنڈت نہرو کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا تو ان سے کہنے لگے! اچھا بھائی، خدا حافظ۔ڈاکٹر بدھان چند رائے وزیر اعلیٰ بنگال نے انجکشن دینا چاہا، تو ان سے کہا:

ڈاکٹر صاحب! اب اللہ پر چھوڑ یئے پھر آکسیجن کے سلنڈر کی طرف اشارہ کر کے کہا! مجھے اس پنجرہ میں کیوں قید کر رکھا ہے؟ میجر جنرل شاہ انور روایت کرتے ہیں۔وہ کبھی کبھار ہوش میں آ کر ہونٹ ہلاتے۔ہم کان لگا کر سنتے تو معلوم ہوتا کہ آیات قرآنی کی تلاوت کر رہے ہیں۔اسی قرآن خوانی کے دوران وہ اپنے رب کے حضور جا پہنچے۔ان کی وفات پر ڈاکٹر رادھا کرشن صدر ہندوستان نے کہا!

وہ علم کے شہنشاہ تھے۔پنڈت نہرو بھی زار وزار رونے لگ گئے اور ہندوستان کا پرچم سرنگوں کر دیا گیا۔دلی کے بازار بند ہو گئے دفتروں اور بینکوں میں چھٹی ہو گئی اور کئی لاکھ کے اجتماع میں مولانا احمد سعید دہلوی صدر جمعیت العلماء ہند نے نماز جنازہ پڑھائی اور پنڈت نہرو نے ان کے قبر پر گلاب کے پھول چڑھائے۔

<☆☆☆>

مولانا محمد علی جالندھریؒ

۵،۶ اپریل ۱۹۷۱ء کی درمیانی رات کو آپ سلانوالی کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ کی آخری نشست سے خطاب فرما رہے تھے کہ یکا یک دل کا درد اٹھا، تقریر ختم کر دی اور آرام کے لئے لیٹ گئے۔رات ۱۱ بجے دل کا دورہ پڑا۔علاج شروع ہوا طبیعت کبھی گر جاتی کبھی سنبھل جاتی۔۱۸ اپریل ۱۹۷۱ء کو دوسری بار دل کا دورہ پڑا۔مگر دوسرے دن طبیعت سنبھل

Marfat.com

گئی۔ ڈاکٹروں نے مکمل علاج کا مشورہ دیا مگر ......

گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو تیسری بار دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ختم نبوت کا مایہ ناز خطیب آخری وقت میں صرف اللہ ہی کہہ سکا، شدت درد نے زبان بند کر دی۔ جس کمرہ میں وہ رخت سفر باندھ رہے تھے اچانک نگاہیں اس کی غربی دیوار کی طرف اٹھیں اور وہیں جم کر رہ گئیں اور اس طرف غور سے دیکھنا شروع کر دیا، جیسے عاشق صادق اچانک مل جانے والے اپنے محبوب کو دیکھتا ہے، جس کی راہ تکتے تکتے اسے صبح ہو گئی ہو۔

<☆☆☆>

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ

اپریل ۱۹۸۰ء میں عمرہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے شرف بار ہونے کے بعد محسن انسانیت کے دربار گوہر بار میں آخری سلام پیش کرنے کے لئے مدینہ منورہ حاضری دی۔ پھر تبلیغ حق کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں متحدہ عرب امارات پہنچے۔ جہاں بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کیا۔ آخری جلسہ دبئی کی سب سے بڑی مسجد میں منعقد ہوا۔

حضرت شیخ اپنے جانثاروں اور خدام کے جھرمٹ میں جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ تلاوت کلام پاک ہو رہی تھی کہ دل میں درد کی شکایت ہوئی فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا لیکن دل کا درد جان لیوا ثابت ہوا۔ جس مقصد کے لئے زندگی گزاری اس لگن اور دھن میں سارے عالم کو سوگوار چھوڑ کر جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

قابل رشک موت :

اندازہ فرمایئے حرمین شریفین کی زیارت اور عمرہ وطواف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے اور لغزشوں سے مغفرت وبخشش حاصل کرنے کے بعد وطن واپس پہنچے اور وہاں کسی آرائش میں ملوث ہونے سے پہلے راہ حق میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پورے دن کی پانچ نمازیں اور عشاء کی نماز سے فراغت پالینے کے بعد باوضو، یہاں کی سب سے بڑی جامع مسجد کے محراب اور نیک لوگوں کے ایک بڑے اجتماع سے اٹھتے ہی جا کر بستر مرگ پر سو گئے اور کلمہ حق کہتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کر دی۔

<☆☆☆>

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

حضرت خواجہ صاحب کے ایک عزیز ڈاکٹر جوا روئی ہسپتال کے مشہور ڈاکٹروں میں سے تھے اور حضرت خواجہ صاحب کے معالج رہے تھے۔ ڈاکٹر منظور احمد موتی صاحب سے ملاقات پر انہوں نے فرمایا کہ انتقال فرمانے سے چند گھنٹے پہلے میں نے بہ اصرار ایک انجکشن لگایا۔ حضرت خواجہ نے فوراً پانی طلب فرمایا اور انجکشن کی جگہ لگے ہوئے ٹنکچر آئیوڈین کو دھونا اور اس جگہ کو پاک کرنا شروع کر دیا۔ پاک کرنے کے بعد مجھ سے انگریزی میں فرمایا : (Iam going) میں جا رہا ہوں) اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے اور خاموشی اختیار کی پھر کوئی بات نہ کی۔ متوجہ الی اللہ رہے۔ تھوڑی دیر بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر کے واصل بحق ہوگئی۔

(بحوالہ ذکر مجذوب ص ۱۳۴)

<☆☆☆>

Marfat.com

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

مفتی صاحب کے آخری لمحے :

مفتی محمد شفیعؒ کے صاحبزادے محمد ولی رازی رقم طراز ہیں :

آٹھ بجے والد صاحب کو ہسپتال لایا گیا۔ اور انہیں اس اسپیشل کمرے میں رکھا گیا جو مرض (دل) کے علاج میں سائنس کی فراہم کردہ تمام ممکن سہولتوں سے آراستہ ہے۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے والد صاحب کے جسم کو حرکت ہوئی اور بے چینی سی محسوس ہوئی۔ غالباً یہی وقت تھا جب اس دار فانی سے روح کے رشتے ایک ایک کر کے ٹوٹ رہے تھے اور روح دار خلد سے اپنا رشتہ قائم کر رہی تھی، ایک بار غالباً بارہ بجے سے چند منٹ پہلے بے چینی ہوئی اور آپ نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔ میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ چہرے پر کرب و تکلیف کی کوئی علامت نہ تھی بلکہ اطمینان و سکون پورے چہرے پر نمایاں تھا۔ چت لیٹے ہوئے تھے اس عالم میں آپ نے کروٹ لینے کی کوشش کی۔ پہلے ڈاکٹر نے انہیں روکا لیکن آپ نے قبلے کی طرف کروٹ لے لی۔ اسی دوران کسی لمحے ڈاکٹر سید اسلم نے پوچھا مفتی صاحب کیا حال ہے؟ انہیں آنکھ کھول کر دیکھا اور فرمایا اب کچھ پتہ نہیں اور یہی حضرت صاحب کا آخری کلمہ تھا جو زبان مبارک سے عالم نزع میں ادا ہوا۔

والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کھلا ہوا پرسکون چہرہ کہہ رہا تھا کہ لوگو! اگر دنیا میں عزت وشہرت کی انتہائی بلندیوں کو چھونا ہے، تو اپنے مالک حقیقی کے سامنے پیشانی رگڑو۔ دنیا والوں کے دلوں پر حکومت کرنی ہے تو حاکم مطلق کے سچے غلام بن جاؤ۔ دین و دنیا میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کرنا چاہتے ہو تو عاجزی انکساری اختیار کرو۔ مخلوق کی نظروں میں محبوب بننا چاہتے ہو تو اپنے مفادات کو اللہ کے بندوں کیلئے قربان کردو۔ بے رنج وخوف اور سکون و اطمینان کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو سنت نبوی کا اتباع کرو۔ (البلاغ مفتی اعظم نمبر ۳۴۶) بحوالہ۔

Marfat.com

حضرت مولانا یوسف بنوریؒ

نفس مطمئنہ کا رجوع الی اللہ :

۱۵/اکتوبر ۱۹۷۷ کو فرمایا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی میرا گلہ دبا رہا ہے۔ بار بار اپنے ہاتھ سے گلے کو پکڑ کر اپنی تکلیف کا اظہار فرماتے تھے، پولی کلینک ہسپتال میں ڈاکٹر شوکت سے معائنہ کرا دیا، تو ڈاکٹر نے مرض کی صحیح تشخیص کیلئے ہسپتال میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ لیکن آپ نے منظور نہ فرمایا اور چند ضروری ادویات لے کر آپ واپس تشریف لائے، لیکن اسی دن دل کا شدید دورہ پڑا۔ درد کی شدت کا یہ حال تھا کہ حضرت بار بار کروٹیں بدلتے اور زبان سے استغفر اللہ العظیم کا ورد جاری تھا۔ آپ کو ہسپتال میں سی ایم ایچ کے آئی سی یونٹ میں داخل کر دیا گیا۔ ڈاکٹروں کی طرف سے حالت تسلی بخش ہونے کا اظہار کیا جاتا رہا۔ ۱۷/اکتوبر کو پیر کی صبح پانچ بجے دل کا آخری دورہ پڑا۔ حضرت شیخ کی زندگی کے ان آخری لمحات کے بارے میں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹروں اور دوسرے سٹاف سے جب صبح استفسار کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے حضرت کو دوائیاں دینے کی بہت کوشش کی لیکن آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا

”دوائی بس کرو، ہمارا عالم بالا سے رابطہ ہو چکا ہے مہمان لینے کیلئے آ گئے ہیں ہم تو چلے یہ فرما کر بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا اور اسلام علیکم کہہ کر قبلہ رو ہو گئے۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی“

<☆☆☆>

قائد ملت اسلامیہ مولانا مفتی محمودؒ

حضرت مفتی محمودؒ سفر حج کیلئے عازم سفر تھے، اللہ کو یہ سفر اتنا پسند آیا کہ قیامت تک

Marfat.com

کیلئے اس سفر کو جاری فرما دیا اور قیامت تک اس مبارک سفر کے اجر وثواب کو آپ کے نامہ اعمال میں لکھ دیا۔ حرمین شریفین کیلئے پرواز سے قبل جب کراچی پہنچے۔ ۱۵ اکتوبر کو آپ کی نشست مخصوص ہو چکی تھی۔ کراچی میں حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی ، رفیع عثمانی سے زکوٰۃ سے متعلق اہم دینی مسئلہ پر گفتگو کا پروگرام بنا۔ اس موقع پر مولانا محمد طاسین ، مفتی احمد الرحمان، یوسف لدھیانوی، محمد بنوری، رفیع اور تقی عثمانی بھی تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب سب کو شفقت سے پہلے بیس منٹ تک نہایت خوش گوار ماحول میں بات چیت ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب بڑے ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ چند منٹ کے مہمان ہیں۔ چہرے پر نشاط کے آثار تھے، فرمایا آج ہمیں زکوٰۃ کے خالص دینی اور علمی مسئلہ پر فقہی نقطہ نظر سے گفتگو کرنی چاہیئے۔

الحمدللہ، مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ اگر آپ کی بات میری سمجھ میں آ گئی تو اسے قبول کرنے میں مجھے کوئی علمی عذر نہ ہوگا۔ لہٰذا الحمدللہ یہی امید آپ سے بھی ہے کہ اگر میری بات آپ کی سمجھ میں آ گئی تو آپ اپنی بات پر اصرار نہیں کریں گے۔ آپ کی بات بڑے تسلسل سے جاری تھی کہ فقرہ مکمل کر کے ابھی کچھ فرمانا چاہتے تھے، اچانک ایک لمحہ کیلئے خاموش ہوئے، بایاں ہاتھ پیشانی پر رکھا اور یکایک بائیں پہلو کی طرف پیچھے کو گر گئے۔ اس جانب مولوی محمد بنوری بیٹھے تھے ان کی گود میں آ پڑے۔ مولانا یوسف لدھیانوی فرماتے ہیں ہم نے آج تک کسی کو اتنی آسانی سے مرتے نہیں دیکھا، اتنی آسانی سے روح کا قبض ہونا میرے لئے بالکل نیا مشاہدہ تھا۔ کہ موت سے پہلے نہ کسی تکلیف کی شکایت، نہ درد و کرب کا اظہار۔ شیخ عطار درویش کا واقعہ بچپن میں پڑھا تھا کہ ان کی دہلیز پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور کہا ہماری روح تو یوں قبض ہو جائے گی مگر اس کا چشم دید مشاہدہ حضرت مفتی صاحب کے وصال سے ہوا کہ مرنے والے یوں مر جایا کرتے ہیں۔ کسی کو وہم بھی نہ ہوا کہ مفتی

Marfat.com

صاحب ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سو گئے ہیں۔ مفتی صاحب کو ہسپتال لے جایا گیا مگر روح ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی پرواز کر چکی تھی۔ اللہ نے مفتی صاحب کو اپنے پاس بلانے کیلئے ایسے وقت کا انتخاب کیا کہ وہ سفر حج کیلئے پا بہ رکاب تھے بلکہ سفر حج شروع ہو چکا تھا، آخر دم تک ایک فقہی مسئلہ کی تحقیق میں مشغول رہے اور یہی گفتگو ان کی آخری گفتگو ثابت ہوئی ایسا مبارک اور حسین خاتمہ ہر مسلمان کیلئے قابل صد شکر ہے۔ دین کا یہ سچا خادم...... ''قال اللہ و قال الرسول'' کی بات کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا۔

<☆☆☆>

مولانا غلام غوث ہزارویؒ

حضرت مولانا کو اپنے کسی کشف یا خواب سے قرب موت کی خبر ہو گئی تھی اور انہوں نے چار ماہ پہلے سے قبر کی تیاری شروع کر رکھی تھی۔ انہیں حقوق العباد کی بڑی فکر تھی۔ اس لئے انہوں نے اس عرصہ میں ہر ایک سے یہ کہا اور بڑے درد سے کہا، کہا سنا معاف فرما دیں۔ جمعہ میں فرمایا، یہ میرا آخری جمعہ ہے۔ حجام سے کہا آخری بار کے ناخن کاٹ لو۔ آخری رات جس میں سفر آخرت پر روانہ ہوئے، گھر کے لوگ موجود تھے کسی کے خیال میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ آج ہم سے جدا ہو جائیں گے، ہوش و حواس ٹھیک تھے، عشاء کی نماز ٹھیک طرح سے پڑھی تھی۔ لیکن باتیں ایسی تھی جن سے جدائی کا ترشح ہوتا تھا۔ سحری کے وقت آپ نے کچھ درد کی تکلیف محسوس کی۔ کسی نے عرض کیا ڈاکٹر کو بلائیں، آپ نے بے ساختہ فرمایا ''اللہ کافی'' یعنی میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے کچھ دیر بعد آپ خاموش ہو گئے پھر اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے زوردار آواز سے کلمہ پڑھا۔ لا الہ الا اللہ پھر خود کو جھٹکا دیکر چہرے کو قبلہ کی طرف کیا اور محمد الرسول اللہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ دیکھا تو رخصت ہو چکے تھے اور چہرے پر تھکن اور خاموشی کے آثار نمایاں تھے۔ چہرے پر نورانیت

Marfat.com

اور چمک لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہی تھی اور بالکل پیشانی کے درمیان سے نور کی ایک لاٹ اپنا خوبصورت جلوہ دکھا رہی تھی اور داڑھی مبارک پر الٰہی نورانیت چھائی تھی کہ دیکھ کر تعجب آتا تھا آپ بالکل دُولہا کی طرح معلوم ہو رہے تھے۔ بڑھاپے کے آثار ختم ہو کر جوان نظر آتے تھے۔ جنازے کے بعد ہر آدمی کو مناسب طریقہ سے زیارت کرنے کا موقع دیا گیا۔ ہر ایک ایک کی زبان پر سبحان اللہ سبحان اللہ کے کلمات جاری تھے، ہر ایک متاثر تھا اور آپ کی کرامت اور حسن خاتمہ کا دل و جان سے معترف تھا۔ انہی زیارت کرنے والے لوگوں کا بیان ہے۔

قاری گل رحمان فرماتے ہیں۔ آپ کی موت کا عجیب منظر تھا ایسا منظر جس نے مخالفت کرنے والوں کو بھی موافقت پر مجبور کر دیا اور موجود حضرات میں کوئی بھی آپ کا مخالف نہ رہا آپ کی بزرگی کا اقرار عوام و خواص کی زبان پر تھا۔ آپ کے چہرے پر نورانی چمک پیدا ہوگئی تھی اور چہرہ مبارک جوانی کی طرح بڑا نظر آتا تھا اور آپ کا حسن جوانی سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر تھا۔ ایک اور صاحب لکھتے ہیں۔" جنازہ کے بعد آپ کا دیدار کیا گیا۔ سچی بات یہ ہے کہ عینی گواہ کہتے ہیں کہ کفن سے چہرہ مبارک زیادہ سفید تھا۔ نورانیت اور حق کی روشنی اس وقت قابل دید تھی۔ (روزنامہ جہاد پشاور)

..................<☆☆☆>..................

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ

ڈاکٹر اسماعیل جو حضرت کے مخلص خادم اور ہر وقت کے حاضر باش معالج تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ حضرت کی علالت کا سلسلہ تو کئی سال سے چل رہا تھا۔ ۱۲ مئی سے قبل صحت اچھی تھی۔ ۱۲ مئی کو بخار ۱۰۲ ڈگری تک ہوگیا۔ علاج وغیرہ سے بخار اتر گیا لیکن ۱۵ مئی کو آنکھوں میں اور پیشاب میں یرقان محسوس ہوا۔ ۱۶ مئی کی شب میں نیم بے ہوشی تھی۔ ۱۷ مئی کو بے

Marfat.com

ہوشی تھی بلکہ ہیجانی کیفیت تھی۔صبح کو ''اللہ اللہ'' فرماتے رہے۔ظہر کے بعد سے ''یا کریم یا کریم ،اوکریم ،اوکریم'' فرماتے رہے۔کبھی کبھی ''یا حلیم یا حلیم'' بھی فرماتے رہے۔ظہر تک یہ کیفیت رہی۔ظہر کے بعد مکمل سکون ہوگیا۔روح پرواز کرنے سے قبل صاحبزادہ مولانا محمد طلحہ نے بندہ سے پوچھا، کہ کیا یہ آخری وقت ہے؟ بندہ نے اثبات میں سر ہلایا تو انہوں نے بلند آواز سے اللہ اللہ کہنا شروع کیا۔اس حال میں حضرت نے دو مرتبہ آخری ہچکیاں لیں۔جس سے آنکھیں خود بخود بند ہوگئیں۔اس وقت ٹھیک ۵ بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے، یعنی مغرب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل۔

جس کی ساری عمر اتباع سنت میں گزری اس کو تکوینی طور پر یہ اتباع بھی نصیب ہوگیا کہ دوشنبہ کو عصر اور مغرب کے درمیان وصال ہوا۔عشاء کی اذان سے پندرہ منٹ قبل جنازہ تیار ہوا۔مشورے کے مطابق جنازہ باب الاسلام سے حرم شریف لے جایا گیا۔عشاء کے فرضوں کے متصل بعد حرم شریف کے امام شیخ عبداللہ زاحم نے نماز جنازہ پڑھائی۔اور جنت البقیع کی طرف باب جبرئیل سے نکل کر چلے۔قبر شریف حضرت کی منشاء کے مطابق اہل بیت کے احاطہ اور حضرت سہارنپوری کی قبر شریف کے قریب کھودی گئی۔تدفین کے موقع پر حضرت نور اللہ مرقدہ کے ایک مجاز نے دیکھا کوئی کہہ رہا ہے ''فتح لہ ابواب الجنة الثمانیة'' یعنی ان کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے گئے۔ایک اور صاحب نے دوسرے روز صبح روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے محسوس کیا کہ گویا حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ تمہارے شیخ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دی گئی ہے۔ایسا انسان لاکھوں کروڑوں میں ایک ہوتا ہے۔(بحوالہ سوانح شیخ الحدیث ص ۱۸۲)

<☆☆☆>

حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادیؒ

مفکر اسلام داعی کبیر حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں، کہ :

Marfat.com

علالت کی ابتداء :

حضرت کی بیماری زکام اور بخار انتقال سے بیس روز بیشتر شروع ہوئی۔ اس درمیان میں آپ کو کسی روز صحت بھی ہو جاتی تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی طرح بیمار نہیں۔ ۷ ربیع الاول سے آواز کی گرفتگی میں زیادتی ہونے لگی۔

ایک نعتیہ شعر اور کیفیت :

۸ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کے کچھ فضائل بیان کر کے آپ نے دو مرتبہ اس شعر کو پڑھا :.........

سر سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجو کے تلے وہ نہال ہو

اس وقت حاضرین کی عجیب کیفیت تھی کہ دلگرازی سے سب پر ایک حالت رقت طاری تھی۔

دعائے تسہیل :

۱۶ ربیع الاول سے آخر وقت تک یہ شعر آپ کے ورد زبان تھا۔

فسھّل یا الٰھی کلّ صعب بحرمۃ سید الابرار سھّل

مریدوں کو تلقین :

۱۸ ربیع الاول کو قاضی نورالحسن ہاشمی ملّاواں سے بغرض عیادت حاضر ہوئے۔ ذرا دیر کے بعد آپ نے داہنا ہاتھ دراز فرمایا کہ جیسے کس سے مصافحہ کے واسطے بڑھاتے ہیں اور اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ آتے ہیں۔ کپڑے تو پہن لیں، ان لوگوں سے فرمایا جو مرید ہوئے تھے۔ کہو۔ ہم مرید ہوئے حضرت شاہ آفاق صاحب کے ہاتھ پر قادریہ خاندان میں۔ نماز روزہ، حج زکوٰۃ فرض ہیں۔

Marfat.com

بشارت :

بیسویں کو خواب استراحت سے دفعتاً اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ: یہ بہشت، یہ بہشت یہ بہشت، یہ بہشت اور چاروں سمت دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

حدیث کا تقاضا :

سوا دو بجے فرمایا کہ: اگر ہم کو کوئی حدیث سناتا تو بہتر تھا کہ ہمارا دم حدیث شریف سنتے سنتے نکلتا۔

اہل تعلق کیلئے دعا :

ساڑھے تین بجے دست مبارک اٹھا کر نہایت خضوع سے دعا فرمائی کہ اے اللہ پاک۔ آپ میرے جملہ مریدین ومعتقدین دوست، احباب اعزہ واقارب کو خوش خرم رکھ کھاتا کھلاتا رکھیئے گا اور سب کا خاتمہ بالخیر کیجئے گا۔ آمین، آمین، آمین، تین بار فرمایا۔

وقت اخیر :

تنفس بڑھتا گیا اور اب بلغم حلق میں آکر اٹک گیا اور تھوکنے کی قوت باقی نہ رہی۔ آپ اس حالت میں بار بار سر مبارک اٹھانے کا ارادہ فرماتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روح پرفتوح تشریف لاتی ہے جس کی تعظیم کے واسطے سر مبارک کو جنبش دیتے ہیں ہم کو رباطنوں کا اس میں حصہ نہ تھا۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ پڑھنے لگا۔ کوئی یٰسین شریف، کوئی درود شریف، کوئی کلمہ، کوئی بالجہر کوئی بالسّر پڑھتا۔ اگرچہ عام طور پر اس بات کا یقین نہ تھا کہ یہی آخری وقت حضرت کا ہے۔ لیکن اس کرب کو دیکھ کر ہر شخص غمگین تھا۔ چنانچہ سوا پانچ بجے سے

Marfat.com

حکماء نے کل تدبیریں چھوڑ دیں اور آب انار شیریں کیوڑہ ڈال کر دینا شروع کیا۔ کبھی عظمت حسین صاحب اور کبھی صاحبزادہ صاحب اور کبھی حکیم عبدالباسط صاحب اور کبھی عبدالغفار چمچہ لیکر بسم اللہ کہہ کر حضور کے دہن مبارک کھول دیتے اور آب انار ڈال دیا جاتا۔

ساعتِ وداع:

نماز مغرب کے بعد حالت اور زیادہ قریب الوصال ہوگئی، بعد نماز کے سب لوگ واپس آگئے اس وقت سب کی رائے ہوئی کہ چارپائی کا رخ پھیر دینا چاہئے لیکن اس طرح کہ سب پر ظاہر نہ ہو جائے۔ فوراً چارپائی شمالاً جنوباً کردی گئی اور روئے مبارک قبلہ کی طرف کردیا گیا۔ سات بجے کے قریب بالکل الوداعی سامان ظاہر ہو گئے، چار بجے سے جو تنفس کی حالت تھی وہ ایسی تھی کہ گویا ذکر و شغل کی حالت میں کوئی اپنی سانس بڑھاتا ہے اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ حضور لا الٰہ الّا اللہ فرماتے ہیں۔

وفات:

شام کے وقت ۲۲ تاریخ کو راقم کو شبہ تھا کہ شاید چاند نکلا ہے اس کی روشنی نیم کے درخت پر جو چھپر کے باہر ہے پڑ رہی ہے۔ افسوس اس وقت خیال نہ آیا کہ یہ وقت نزول رحمت الٰہی اور ورود برکت لامتناہی کا ہے اور یہ اس کی تجلیات ہیں۔ اسی تنفس پر فتوح نے جسم خاکی چھوڑا اور عالم بالا کی طرف پرواز کی۔

آثار قبولیت و رحمت:

وفات کے بعد جسم اطہر سے اس قدر خوشبو آتی تھی کہ جس کا کپڑا آپ کے جسم سے چھو گیا اس میں خوشبو آنے لگی۔ چہرہ مبارک درخشاں تھا ہرگز تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ آپ کا

Marfat.com

وصال ہوگیا ہے۔ بہ حالت حیات رخسار مبارک پر بوجہ پیرانہ سالی و کبرسنی کے شکنیں آ گئی تھیں اور دانتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے رخسار مبارک اندر کو دب گئے تھے۔ بالکل صاف و ہموار معلوم ہوتے تھے۔ یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ آپ ضعیف العمر آدمی ہیں۔ روئے مبارک مثل گلاب کے تروتازہ تھا۔

(تذکرہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج آبادیؒ ص ۸۴ تا ۹۴
مصنفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

..................<☆☆☆>..................

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

قاضی صاحب وفات سے پندرہ روز پہلے بے ہوش تھے۔ اگر کبھی ہوش میں آتے بھی تو احباب اور عقیدت مندوں کو پہچان نہ سکتے اور نہ ہی گفتگو کر سکتے تھے۔ موت سے صرف چند منٹ پہلے انہیں ہوش آ گیا۔ اپنی چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے تمام گھر والوں اور احباب کو اکٹھا کیا یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ صحت مند ہو گئے ہیں، ان کا مرض ختم ہو گیا ہے اس موقع پر آپ کے داماد مولانا نورالحق قریشی، قاضی عبداللطیف، مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ منظور احمد اور گھر کے دوسرے افراد موجود تھے۔ قاضی صاحب نے سب کو اکٹھا کر کے انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور فرمایا، وہ دیکھو جنت الفردوس کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے بلا رہے ہیں۔ تم دیکھ سکتے ہو تو دیکھ لو ورنہ مجھ پر اعتبار کرو۔ فرشتے جنت کے دروازے پر میرے منتظر ہیں۔ مجھے ہنسی خوشی رخصت کرو۔ اور پھر کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ پڑھا اور آہستہ آہستہ چارپائی پر لیٹ گئے۔ آنکھیں بند ہوتی گئیں اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے (بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور)

Marfat.com

مولانا تاج محمودؒ

سحری کے وقت ہمشیرہ کی گھبرائی ہوئی آواز نے مجھے نیند سے بیدار کیا اور کہا کہ ابا جان کی طبعیت خراب ہے۔ جلدی سے اٹھو۔ جب میں ان کے کمرے میں آیا تو مولانا سامنے تکیہ پر پیشانی رکھے سجدہ کی حالت میں تھے۔ ان کی سانس پر گہرا اثر تھا۔ وہ برابر بے چینی اور اضطراب محسوس کر رہے تھے۔ چونکہ دو برس قبل ہم ان کی شدید مایوس کن بیماری دیکھ چکے تھے، اس لئے ہمارے لیے تشویش کی ایسی کوئی بات نہ تھی۔

یہ وہ وقت تھا جب حضرت بلالؓ کے وارثوں کے آوازیں خدا تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کر رہی تھیں اور شہر کی فضا میں ہر طرف سے اذانوں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، لیکن آج معلوم نہ تھا کہ ان گونجنے والی اذانوں کے بعد کون سی نماز کا اعلان ہونے والا ہے۔ ان کے مزاج اور طبعیت کے شناسا ہونے کے ناطے سے میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے کسی دوست کو بلا لوں، لیکن انہوں نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ اس وقت کسی کو بلانا مناسب نہیں۔۔۔ میں نے دوبارہ پوچھا کہ اگر اجازت دیں تو آپ کے معالج پروفیسر سعادت علی زیدی کو بلا لوں، لیکن انہوں نے برجستہ کہا ''آج کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں'' ان کا یہ فقرہ میرے دل و دماغ کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گیا اور میری سوچ کے دائرے ان کے اسی جوابی فقرہ میں سمٹ کر رہ گئے۔

جب سحر تھکی اور دن کا اجالا اپنی مسکراہٹیں اور نیک تمنائیں لئے نمودار ہوا تو میں نے ہمت کر کے حضرت مولاناؒ کی بیٹھک سے چوری، ڈاکٹر سعادت علی زیدی کو ان کی ناسازی طبع کی اطلاع دی۔ انہوں نے کمال شفقت سے دس منٹ کے اندر اندر آنے کا وعدہ کیا۔ اسی دوران میری انگلی ٹیلیفون کے ڈائل کے ساتھ گھومی اور نمبر ۴۱۲۹۵ مل گیا۔ دوسری

Marfat.com

جانب سے والد محترم کے دیوانہ وار عقیدت مند رانا فضل کی بھاری آواز میرے کانوں میں پڑی۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضرت کی طبیعت کچھ۔۔۔صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ انہوں نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔

میں فون کرنے کے بعد والد محترم کے کمرے میں آیا تو انہیں میری جسارت کا علم ہو چکا تھا ''زیدی صاحب کو فون کیا ہوگا؟'' میری عادت رہی ہے کہ میں نے ان کے سامنے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ویسے بھی انہیں جھوٹ سے انتہائی نفرت تھی۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے کہا ''اچھا تو چارہ کر کے دیکھ لے''۔

ان کا یہ دوسرا معنی خیز فقرہ تھا۔ جس نے میرے قلب وجگر میں آگ لگا دی۔ میں نے ضبط کا ساتھ اور صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے حکم دیا کہ بیٹا ''مجھے سیب کی قاشیں کھانے کو دو۔ میں نے سیب کاٹا۔ جلدی سے چند قاشیں بنائیں اور پلیٹ میں رکھ کر ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ یہ میری آخری خدمت ......ہو گی۔ انہوں نے دو ٹکڑے لیے اور منہ میں ڈال لیے۔ پھر انہوں نے خدمت وسعادت میں سب کو مات کرنے والی اپنی پیاری اور لاڈلی بیٹی کو آخری خدمت کا موقع دیتے ہوئے آب زمزم پلانے کو کہا۔ اس نے ایک کپ میں اپنی جان سے عزیز باپ کو آب شفا پیش کیا۔ والد محترم نے نہایت اطمینان، سکون اور صبر کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے تین گھونٹ پیے۔ اتنے میں ڈاکٹر سعادت علی زیدی تشریف لے آئے تو مولانا نے انہیں دیکھتے ہی کہا میں تو آپ کو بے وقت تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا لیکن طارق نے آپ کو خواہ مخواہ زحمت دی۔ ڈاکٹر صاحب نے مولانا کی حالت کے پیش نظر حکم دیا کہ انہیں میری ہی گاڑی میں بٹھائیں تاکہ آپ کو ہسپتال لے چلیں۔ ڈاکٹر سعادت علی زیدی ہسپتال میں اپنے وارڈ میں فون کرنے کے لیے مولانا کی بیٹھک میں واپس آ گئے۔ اتنے میں رانا فضل بھی تشریف لے آئے۔

Marfat.com

والد گرامی اب قدرے سکوں میں تھے۔ بے چینی واضطراب اور گھبراہٹ کے آثار بھی یکسر غائب ہو چکے تھے۔ وہ خود چارپائی سے اتر کر کرسی پر بیٹھے۔ پا بہ رکاب تھے لیکن آج وہ ایسے سفر پر جانے کی تیاری میں تھے جس میں نہ میر کارواں کی ضرورت ہوتی ہے، نہ قافلے کی۔۔۔۔ معاً انہوں نے مجھ سے، بڑی ہمشیرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بلند آواز میں اشھدان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ سنایا، پھر نہ کبھی پلٹ کر دیکھنے والی محبت بھری حسرت آمیز نگاہوں کو دونوں بہنوں کے چہروں پر مجتمع کرتے ہوئے فرمایا اچھا بیٹیو! خدا حافظ۔

یہ تھے ان کے آخری الفاظ جو انہوں نے گھر کی دہلیز پار کرنے سے پہلے کہے تھے۔ سوا سات بجے ہم ڈسٹرکٹ ہسپتال کے علی وارڈ پہنچے تو تمام ڈاکٹروں اور عملہ کو سراپا انتظار پایا۔ پروفیسر سعادت علی زیدی کی معاونت ڈاکٹر اکمل، ڈاکٹر مشتاق، ڈاکٹر سلطان کر رہے تھے۔ عملہ نے نہایت مستعدی اور خلوص سے مولانا کے علاج کا آغاز کیا۔ پہلے آکسیجن لگائی گئی، پھر ڈرپ لگانے کا مرحلہ آیا تو تمام رگیں (veins) بے وفا ہو گئیں۔ آخر بہت تگ و دو کے بعد مولانا کے پاؤں سے ایک رگ ملی، جہاں ڈرپ لگائی گئی۔ مختلف انجکشن لگائے گئے تاکہ مریض دل کو کسی طرح قرار آجائے۔ یہ سبھی کچھ ایمرجنسی میں ہو رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ہمیں کمرہ نمبر ۴ میں منتقل کر دیا گیا۔ دوران علاج ڈاکٹر سعادت علی نے پوچھا تو انہوں نے جواب میں کہا ''کچھ بہتر ہوں'' اور ساتھ ہی دعا دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ کو بے وقت تکلیف دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں''۔ اسی اثناء میں بھائی محمد اقبال (ایم اے) اور صوفی محمد اشرف (میرے بہنوئی) بھی کمرہ میں آ پہنچے۔ مولانا نے قدرے سکون محسوس کیا اور آنکھ لگ گئی۔ '' نیند آ گئی اب سوئیں گے کنج مزار میں'' مولانا چونکہ بستر پر ٹیک لگائے نیم دراز تھے۔ رانا فضل صاحب

Marfat.com

مولانا کے دائیں اور اقبال صاحب بائیں جانب تھے۔ جبکہ میں ان کے قدموں میں کھڑا تھا۔ تقریباً ۲۰ منٹ کے بعد مولانا نے آنکھ کھولیں۔ میری جانب سے ہٹ کر دائیں طرف قبلہ رخ نہایت غور اور احترام بھری قدرے جھکی نگاہوں سے دیکھا۔ چند ساعت بعد دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا ''ہٹو ہٹو وہ آرہے ہیں'' اس جملہ کی ادائیگی کچھ اس انداز سے کی، جس میں احترام، عجز و انکساری، عقیدت اور خلوص شامل تھا لیکن آواز میں آہستگی، ادب اور نقاہت بدرجہ اتم موجود تھی۔ یہ وہ لمحات تھے جن کو ہم اس وقت محسوس نہ کر سکے۔ ہمارا خیال کچھ اور تھا کہ شاید مولانا نیچے اترنے کے لیے کہہ رہے ہیں لیکن ہم جان نہ سکے کہ اس ذوقت ختم نبوت کا عظیم مجاہد کس کی آمد پر خیر مقدم کر رہا تھا؟

آپ بستر سے اٹھ بیٹھے۔ چند ساعت بعد پیچھے ہٹے۔ ان کے لبوں میں جنبش آئی ان کی قبلہ رخ دیکھتی ہوئی مودب نگاہیں اپنے سامنے کھڑے اکلوتے بیٹے کو دیکھنے کے بجائے اسی حسین منظر کی دلکشی میں ڈوب گئیں...... ان کی گردن قبلہ رخ جھکی تو رانا فضل اور محمد اقبال کی زبان سے بے ساختہ نکلا اشھدان لاالٰہ الااللّٰہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ.

یہ کلمہ وہ تھا جو تھوڑی دیر قبل مولانا اپنی پیاری بیٹیوں کو سنا کر آئے تھے۔ میں سکتے میں آ گیا۔ میری سوچنے سمجھنے اور دیکھنے کی تمام صلاحیتیں سلب ہو چکی تھیں۔ تاہم میری نظریں اپنے مشفق باپ کے مطمئن چہرے پر مرکوز تھیں۔

ڈاکٹر حضرات لپکے اور تمام انسانی کوششیں صرف کر دیں تا کہ مولانا کو موت کی وادی سے کھینچ لیں۔ لیکن وہ تو ہماری نظروں سے اوجھل آنے والوں کے ساتھ اس سفر پر روانہ ہو چکے تھے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ اس وقت گھڑی ساڑھے دس بجا رہی تھی۔ ان کی نبضیں ڈوب چکی تھیں اور ۶۶ برس تک دھڑکنے والا درد بھرا دل آج جواب دے چکا تھا۔ انا للّٰہ انا الیہ راجعون. (ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد، مولانا تاج محمود نمبر،

Marfat.com

ص ۱۲۳-۱۲۴ ازقلم: صاحبزادہ طارق محمود)

.............<☆☆☆>.............

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک

حضرت شیخ الحدیثؒ کے داماد جناب افسر بہادر خان بیان کرتے ہیں کہ حضرت کی وفات سے ایک روز قبل ۶ ستمبر کو تقریباً چار بجے شام احقر حاضر خدمت ہوا تو اس وقت حضرت C-C-O میں تھے۔ وہاں پر موجود عزیز واقارب نے اور خدام نے بتایا کہ حضرت کی طبعیت زیادہ خراب ہے اور غشی طاری ہے تو میں C-C-O گیا اور حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت! مزاج کیسا ہے؟ میرے جواب میں حضرت نے اونچی آواز میں تین بار کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر ایمان مجمل اور ایمان مفصل اور اس کے بعد ایک حدیث پڑھی۔ ارشاد فرمایا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایمان نصیب ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ جناب افسر بہادر خان فرماتے ہیں، گیارہ بجے حضرت شیخ الحدیثؒ کی چھوٹی صاحبزادی حاضر ہوئیں تو حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا۔ بیٹی تم گھر چلی جاؤ۔ میں بھی پیچھے چلا آرہا ہوں۔ جنازہ آرہا ہے، تم صفیں درست کرالو۔ جب ۷ ستمبر کا سورج طلوع ہوا تو آپ کی طبعیت ایک بار پھر خراب ہوئی اور آپ نے قے کی۔ اس وقت آپ کو آب زم زم پلایا گیا اور یہی آخری خوراک ثابت ہوئی۔ (الحق خصوصی نمبر ص ۸۸۶)

.............<☆☆☆>.............

حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ

حضرت شہید کے صاحبزادے مولانا یحییٰ جو سفر شہادت کے وقت ساتھ تھے اور زخمی بھی ہوئے، فرماتے ہیں:

''حضرت کا معمول تھا کہ مدرسہ جاتے ہوئے راستہ میں نصیر آباد بس سٹاپ پر پھل

Marfat.com

فروشوں کے پاس گاڑی رکواتے اور آپ کا مخلص مرید محمد نعیم پھل لیے تیار کھڑا ہوتا۔ آپ قبول فرماتے اور گاڑی چل پڑتی۔ اسی معمول کے مطابق شہادت کے روز گاڑی رکوائی اور فرمایا آج پھل واپسی میں لے لیں گے آج طبعیت نہیں ہے۔ اچانک دھماکہ ہوا میں نے پلٹ کر دیکھا تو ڈرائیور عبدالرحمان ایک طرف لڑھک رہا تھا میں نے محسوس کرلیا کہ حضرت پر قاتلانہ حملہ ہوگیا ہے۔ میں حضرت کو بچانے کیلئے آپ کے سینہ سے چمٹ گیا تاکہ آپ پر چلنے والی گولی مجھے چھلنی کردے۔ لیکن حضرت محفوظ رہیں۔ مگر تربیت یافتہ ظالم درندوں نے حضرت کی گردن اور پہلو کی طرف سے حملہ کیا اور دو گولیاں مجھ پر چلائیں۔ ایک گولی میری پیٹھ سے ہوتی ہوئی سینہ سے نکل کر حضرت کے جسم میں پیوست ہوئی مگر میں یہ سمجھتا رہا کہ حضرت محفوظ ہیں اور حضرت کے جسم پر موجود خون میرا ہے۔ مگر جب مجھے لا الہ الا اللہ کا ورد کرتی زبان ساکت محسوس ہوئی تو میں نے حضرت کے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہا حضرت اٹھ جایئے ظالم جا چکے ہیں۔ لیکن خون شہادت سے سرخ رو حضرت کا مسکراتا ہوا چہرہ گویا کہتا ہوا نظر آیا، بیٹے میں تو حیات جاودانی پا گیا اور جنت کے مزے لوٹ رہا ہوں۔

حضرت شہیدؒ جب گھر سے نکلے تو لا الہ الا اللہ کی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ ڈرائیور عبدالرحمان شہید ہوا تو آپ کے لب مبارک کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے نظر آئے۔ آپ کو چار گولیاں لگیں، تب بھی آپ کے ورد میں کوئی فرق نہ آیا، نہ آہ نکلی، نہ چیخ اور نہ ہی آپ کے پرسکوں چہرہ میں تغیر آیا۔ آپ کا مسکراتا لہو سے رنگین چہرہ دیکھ کر ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ آپ خدا تعالیٰ کے دربار میں سرخ رو ہو کر جا رہے ہیں۔

مولانا ظفر احمد قادری فرماتے ہیں۔ آخری وقت بھی آپ کے بیٹے مولوی محمد یحیٰ صاحب جوان کے ساتھ کار میں موجود تھے اور ساتھ ہی زخمی ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت اقدس کی زبان پر آخری سانس کے وقت اللھم صل علی محمد کے الفاظ سنے تھے۔

Marfat.com

اس طرح اس مرد قلندر نے آخر تک ختم نبوت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہادیا۔ (بحوالہ شہید اسلام نمبر)

<☆☆☆>

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

مفکر اسلام داعی کبیر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی سوانح حیات کے صفحہ ۴۸۴ پر مرتب کتاب بلال عبدالحی حسنی ندوی لکھتے ہیں۔

جمعہ کا دن سخت سردی کا تھا۔ کہر کیوجہ سے سردی میں اور بھی شدت پیدا ہوگئی تھی۔ حضرت علی میاںؒ حسب معمول تہجد کے لئے بیدار ہوئے۔ اس سے فارغ ہو کر سحری تناول فرمائی۔ فجر کی اذان کے بعد سنتیں پڑھ کر باجماعت فجر کی نماز ادا کی اور آرام فرمانے کیلئے لیٹ گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب بیدار ہوئے وضو فرمانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی۔ پھر تلاوت میں مشغول ہو گئے نصف گھنٹہ تلاوت فرمائی۔ سجدہ تلاوت بھی فرمایا اس کے بعد سورۃ یٰسین کا ورد شروع فرمادیا اور حسب معمول تیرہ یا چودہ مرتبہ اس کی تلاوت فرمائی اور نام لے لے کر ایصال ثواب فرماتے رہے۔ اس سے فارغ ہو کر حاجی صاحب سے فرمایا۔ جلد ہی غسل کرادو۔

حاجی صاحب نے عرض کیا حضرت سخت سردی ہے اور کہر بہت ہے کچھ دیر کے بعد غسل فرمالیں۔ فرمایا۔ زیادہ دیر نہ کرو۔ حضرت نے حجامت بنوائی اور ساڑھے گیارہ بجے غسل خانے تشریف لے گئے داخل ہوتے ہوتے دریافت کیا کہ آج رمضان کی کیا تاریخ ہے؟ عرض کیا گیا بائیسواں روزہ ہے۔ استنجا فرما کر پہلے مسواک کے ساتھ وضو فرمایا بار بار فرماتے تھے کہ جلدی کرو۔ غسل سے فارغت کے بعد غسل خانہ میں دوسری لنگی اور اندر روئی

Marfat.com

کی صدری پہنادی گئی کہ سردی بہت سخت تھی سہارے سے غسل خانے سے باہر تشریف لائے۔ خدام سے فرمانے لگے کہ تم ہی لوگوں کا کام ہے کہ غسل کرا دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ خدام جلدی جلدی کپڑے پہنانے لگے۔ حضرت نے فرمایا جمعہ میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے۔ خدام نے عرض کیا کہ جب حضرت پوری طرح فارغ ہو جائیں گے تب ہی جمعہ ہوگا پھر فرمایا کہ عبداللہ (حضرت کے بھتیجے) سے کہہ دینا کہ وہی نماز پڑھائیں۔

جب شیروانی پہنائی جانے لگی تو فرمایا وقت کم ہے جلدی سے قرآن مجید دے دو، سورہ کہف پڑھنی ہے۔ پھر حضرت کو اندازہ ہو گیا کہ وقت اس سے بھی کم ہے اس لئے سورہ یٰسین شروع فرما دی۔ خدام کو اس وقت بھی اندازہ نہ ہوا۔ شیروانی پہنا کر بٹن بھی لگا دیے گئے۔ موزے بھی پہنا دیے گئے۔ حضرت قبلہ رو بستر پر تشریف فرما تھے۔ سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کئے ہوئے شاید آدھا منٹ ہوا ہوگا، خدام کا بیان ہے کہ شاید "فبشرهم بمغفرة واجر کریم" تک پہنچے تھے کہ لقائے رب کی بشارت کی طرف ڈھلکنے لگے۔ خدام نے سہارا دیکر جب سیدھا کیا تو چہرہ مبارک سے صاف محسوس ہوتا تھا کہ حضرت دوسرے عالم کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ دل دھک سے ہو گیا۔ سہارے سے اسی بستر پر لٹایا گیا تو چہرہ مبارک خود بخود قبلہ رو ہو گیا۔ ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ ڈاکٹروں نے اپنی سی کوشش کیں لیکن عمر بھر کا تھکا مسافر منزل پر پہنچ کر میٹھی نیند سو چکا تھا۔

............<☆☆☆>............

مولانا مفتی عطا محمد رحمہ اللہ

حضرت مفتی عطا محمد رحمہ اللہ ۱۸۹۶ء چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا غلام محمد سے حاصل کی۔ موصوف کا گھرانہ ایک علمی

Marfat.com

گھرانہ ہے۔ حضرت مفتی عطا محمد صاحب اپنے اسلاف، اکابر اور بزرگوں کی طرح بڑے متبحر عالم دین تھے۔ خصوصاً علم میراث پر آپ کو حد درجہ عبور حاصل تھا اور اس فن میں یکتا تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کے بھی بہت گہرا درک رکھتے تھے۔ اور صحیح معنوں میں بحر معرفت کے شناور تھے۔ آپ خانقاہ سراجیہ کندیاں میں مولانا عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور منازل سلوک طے کر کے خلافت حاصل کی۔

حافظ عبدالرشید ارشد اپنی کتاب ''بیس مردانِ حق'' میں لکھتے ہیں :

''حضرت مولانا مفتی عطا محمد ساکن چودھوان کا شمار حضرت مولانا عبداللہ کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے، جامع المعقول والمنقول عالم دین ہیں۔ درس وتدریس کا ملکہ رکھتے ہیں۔ تحصیل سلوک کے ساتھ ساتھ حضرت اقدسؒ کے حسب الارشاد مدرسۂ سعدیہ خانقاہ کندیاں میں پڑھاتے رہے۔ حضرت اقدسؒ نے آپ کو طریقۂ پاک کے اسرار و معارف سے سیراب کیا۔ شرفِ اجازت حاصل کرنے کے باوجود بارگاہِ شیخ سے وابستہ رہے۔ حضرت اقدس کے وصال کے بعد انتخابِ جانشین کے مسئلہ پر آپ نے خواجہ خان محمد مدظلہ کے مراتب وکمالات کے پیش نظر اُن کی جانشینی کی پُر زور تائید کی۔ خود بھی بیعت کی اور دوسروں کو بھی مخلصانہ مشورہ دیا۔''

مجھ گنہگار نے اُن کی بردباری، حلم اور حکیمانہ انداز زندگی کا بارہا مشاہدہ کیا۔ کوئی کتنی سخت سے سخت بات کیوں نہ کہہ دیتا، اس جبلِ علم کے جبین مبارک پر کبھی شکن نہیں آیا۔ اپنے علاقہ کے قراء، حفاظ اور اصاغر علماء سے بڑی شفقت فرماتے تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ خود اپنے متعلق ''علماء کی کہانی خود ان کی زبانی'' مصنفہ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن ۔۔ تے ہیں :

''خانقاہِ کندیاں شریف کے دوران مخصوص مشاغل کے علاوہ دو اور مشغلے بھی تھے۔

Marfat.com

ایک تو ردِ مودودیت کے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کو اس میدان میں کھینچ لانے والا فقیر ہی تھا۔ دوسرا تحقیقاتی حقائق مجددیہ اس شغف میں حضرت (عبداللہ ثانی) کی خصوصی توجہ اور خصوصی اوقات فقیر کے لئے سرمایۂ سعادت تھی۔ بہر کیف فقیر کی طبیعت رشد وارشاد کی طرف متوجہ نہ رہی۔ اب معذوری کے آخری ایام گذار رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمانِ کامل پر کردے''۔ (آمین) (علماء کی کہانی خود ان کی زبانی ص:۹۴)

آخری کلمات :

اللہ نے حضرت مفتی صاحب کی دعا قبول فرمائی۔ جب بیمار ہوئے تو احباب آپ کو علاج کے لئے ملتان لے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے دیرینہ خادم مولوی محمد اسماعیل (خادم جامع مسجد چودھوان) تیمارداری کے لئے ہروقت موجود رہتے۔ اُن کا بیان ہے کہ مفتی صاحب آخری شب بار بار پوچھتے رہے، کہ آج چاند کی کونسی تاریخ ہے۔ جب ہم بتلاتے، تو پھر فرماتے، شاید آج ہماری آخری رات ہو۔ جب بھی کروٹ بدلتے، تو فرماتے الحمد للہ علیٰ کل حال۔ مسلسل کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

..................<☆☆☆>..................

مولانا عبدالمنان صاحبؒ

مولانا عبدالمنان ...... مرحوم ومغفور لکھتے ہوئے قلم کانپتا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ایک ایسی شخصیت جس کے اس دنیا سے اٹھ جانے کا تصور جان لیوا لگتا ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ ایک بحرعلم، یہ ہمہ صفت مربی، مجھ گنہگار کے مشفق اور محترم چچا اب اس دنیا میں نہیں۔ آپؒ کی ساری زندگی رشد وہدایت اور تربیت ورہنمائی کرتے گزری۔ آپؒ کے انتقال سے ہمارے آبائی گاؤں چودھوان اور اس کے مضافات آپ کے دینی فیض سے محروم ہوگئے۔

Marfat.com

موصوف ہمارے گاؤں کی جامع مسجد کے ہردلعزیز خطیب تھے۔ آپؒ جمعہ کے دن موقع کی مناسبت سے اپنے موضوع پر خوب تیاری کر کے تشریف لاتے، سامعین آپ کی تقریر سے مستفید ہوتے اور اکثر لوگ ان کی تقریر کے دوران روتے ہوئے نظر آتے۔

موصوف بڑے قادر الکلام خطیب تھے۔ گفتگو کا سلیقہ جانتے تھے۔ شگفتہ بیانی اور خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت ان کی خطابت کے جوہر تھے۔ گفتار کردار میں موافقت، علم دین سے لگن، اپنے مشن میں لگن، طبیعت میں سادگی آپ کے نمایاں امتیازات ہیں۔ دینی علوم کی تکمیل انہوں نے ملتان میں مدرسہ قاسم العلوم میں کی۔ دورۂ حدیث شریف مولانا مفتی محمودؒ سے پڑھا۔ مولانا عبدالمنان مرحوم ہمیشہ میری حوصلہ افزائی فرماتے اور میرے ظرف سے بڑھ کر مجھے نوازتے۔

وقتِ آخر :

آپؒ کافی عرصہ علیل رہے۔ سحر کے اثرات بھی تھے۔ جب کمزوری زیادہ بڑھ گئی، تو صاحبِ فراش ہوگئے۔ وفات کے روز صبح کی نماز کے بعد نقاہت کے آثار زیادہ محسوس ہونے لگے۔ گویا زبانِ حال سے فرمارہے ہوں ....

آہا اس آباد ویرانے میں گھبراتا ہوں میں
رخصت اے بزمِ جہاں سوئے وطن جاتا ہوں میں

مہمان آئے ہوئے ہیں :

بیماری کی شدت اور آپ کی بے چینی میں اضافہ دیکھ کر سب گھر والے پریشان ہوگئے۔ کسی کے بس میں کچھ نہ تھا، اس لئے ذکر و فکر اور دعا میں مشغول ہوگئے۔ آپؒ نے آنکھیں بند کئے ہوئے اپنی بیٹی کا نام لے کہا بیٹی پردہ کرلو، مہمان آئے ہوئے ہیں۔ پھر فرمایا

Marfat.com

سب سورۃ یٰسین پڑھ لو، گھر میں موجود تمام افراد سورۃ یٰسین پڑھنے لگے۔ آپ کے لب ملتے رہے گھر والوں نے متحرک لبوں میں کان لگایا، تو اللہ اللہ کی آواز آ رہی تھی۔ سانس سے ایسا محسوس ہوتا تھا، جیسے بلغم اٹک رہا ہو۔ یوں آہستہ آہستہ اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی

بیمارِ عشق لے کے تیرا نام سو گیا
مدت کے بے قرار کو آرام آ گیا

<☆☆☆>

حضرت مولانا قاضی خادم محمدؒ

حضرت مولانا قاضی خادم محمد ...... مجھ گنہگار کی مادرِ علمی مدرسہ تعلیم الاسلام درابن کلاں کے مہتمم اور جید عالم دین تھے۔ ساری زندگی درس و تدریس میں گذری۔ جن حضرات نے قاضی صاحب مرحوم کو دیکھا تھا، وہ جانتے ہیں کہ قاضی صاحبؒ کو قدرت کی فیاضیوں نے ایسا دل دیا تھا، جس کی وسعت سات سمندروں سے بھی زیادہ تھی۔ تحمل اور حوصلہ اس قدر زیادہ تھا کہ واقفِ احوال دنگ رہ جاتے۔ موصوف حلم و بردباری کے ایسے بلند اور مضبوط پہاڑ تھے کہ جن کو نہ زلزلہ ہلا سکتا ہے، نہ بجلی گرا سکتی ہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ شریعت کے معمولی سے معمولی تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھتے اور شریعت کے معاملے میں ذرا بھی لچک روا نہ رکھتے، بلکہ سختی کے ساتھ کاربند رہتے۔

آخری لمحات :

فرمایا : ”میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے انتقال کے بعد اظہارِ رنج و غم کے بجائے زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کر کے مجھے اس کا ثواب بخشا جائے۔ میں کافی عرصہ تک

Marfat.com

مدرسے کا خادم رہا ہوں، ہوسکتا ہے مدرسے کے معاملے میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہو، اس لئے میرے ذاتی مال میں سے بیس ہزار روپے (۲۰۰۰۰) مدرسے کے فنڈ میں جمع کر دیئے جائیں"۔

زندگی کی آخری رات تک مسلسل زیرِ لب اسم ذات کا ذکر کرتے رہے، اور اس حالت میں دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

..............<☆☆☆>..............

حضرت مولانا فضل محمد صاحبؒ

حضرت کی سوانح ماہِ فضل و کمال کی مرتب شاہ ابن مسعود قریشی رقمطراز ہیں:

"۱۹۷۶ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہونے کے بعد حضرت مولانا فضل محمدؒ کی طبیعت علیل رہنے لگی۔ ایک دن دسترخوان پر بیٹھے، ایک دو لقمے ہی کھائے ہوں گے کہ فرمانے لگے بیٹا تم کھاؤ، میرا تو جی نہیں کرتا، میرا رزق تو دنیا سے ختم ہوگیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اب موت قریب ہے۔ بس دعا کرو کہ آخرت اچھی ہو اور اللہ تعالیٰ میرے کام کو قبول فرمائے۔

عشاء کے وقت خود اٹھے، وضو کیا، پھر عشاء کی نماز ادا کی اور لیٹ گئے۔ رات دس بجے کے قریب یہ اطلاع ملی کہ (باباجی) کے سینے میں وہی پرانی سوزش شروع ہوگئی ہے اور طبیعت زیادہ خراب ہے۔ ہم فوراً پہنچے، باوجود یہ کہ کچھ سردی تھی، لیکن آپؒ نے کمرے کے دونوں دروازے اور تمام کھڑکیاں کھلوا کر پوری رفتار سے پنکھا چلوایا ہوا تھا۔ لیکن پھر بھی گرمی کی شکایت کر رہے تھے۔ مجھے دیکھا، تو قریب بلایا اور دونوں ہاتھوں میں میرا سر لے کر اپنے سینہ مبارک پر رکھا۔ میں نے ایک انجانی سی آواز سینے میں محسوس کی، جیسے سانس اکھڑ رہا ہو۔

Marfat.com

اسی وقت ڈاکٹر صاحب کو بلوایا گیا' انہوں نے آتے ہی دو انجکشن لگائے' لیکن اس سے آپ نے مزید گھبراہٹ محسوس کی اور اظہارِ ناراضگی فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب تسلی دیتے ہوئے اور انجکشن لینے کے لئے کمرے سے باہر نکل کر چھ سات قدم گئے ہوں گے' کہ تقریباً ایک لمحہ اس تکلیف شدید میں مبتلا رہ کر مدہم آواز میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے' منگل کی رات پونے گیارہ بجے پینتالیس برس تک ضیا پاشی کرنے ۸۷ برس کی عمر میں یہ مہتابِ دین غروب ہو گیا
(ماہ فضل و کمال ص ۱۲۷)

آغا شورش کے آخری الفاظ:

آغا شورش کشمیری کی رحلت پر ان کی نماز جنازہ کے سلسلہ میں لاہور جانا ہوا۔ آغا صاحب کی رہائش گاہ پر مظفر علی شمسی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میرے سلام عرض کرنے پر بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے صرف آواز ہی پہچان سکے۔ فرمانے لگے:

,, بھائی غلام نبی! ادھر میرے پاس بیٹھو۔ میں رات آغا صاحب کے پاس بیٹھا تھا آغا صاحب کی آواز پست ہو چکی تھی مجھے آغا صاحب نے قریب بلایا اور میرے کان میں کہا لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' مرزا غلام احمد قادیانی کافر' بے ایمان اور جھوٹا ہے حضور اکرم ﷺ کے بعد جو کوئی دعویٰ نبوت کرے دجال ہے' کافر ہے' بے ایمان ہے' دائرہ اسلام سے خارج ہے یہ میرا ایمان اور عقیدہ ہے اور پھر اس کے بعد دنیا فانی کو چھوڑ کر مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اتنا کہہ کر مولانا شمسی زار و قطار رونے لگے۔

(تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک۔ ص ۲۰۱' از چودھری غلام نبی)

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی مطبوعات

نام کتاب	ہدیہ	نام کتاب	ہدیہ	نام کتاب	ہدیہ
حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی (۲ جلد)	300/=	سُراغِ زندگی	60/=	نصابِ تعلیم و نظامِ تعلیم	10/=
توضیح السنن شرح آثار السنن للنیموی (۲ جلد)	500/=	مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	30/=	معجزاتِ سرورِ عالم ﷺ	30/=
شرح شمائل ترمذی (۲ جلد مکمل)	450/=	سوانح قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ	120/=	اکابر کی شامِ زندگی	21/=
کتابت اور تدوینِ حدیث	15/=	سوانح مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	90/=	عشقِ رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات	66/=
دفاعِ امام ابوحنیفہؒ (اردو)	120/=	جمالِ یوسفؒ (تذکرہ و سوانح مولانا محمد یوسف بنوریؒ)	90/=	آدابُ المعلمین	16/=
امامِ اعظم کا نظریۂ انقلاب و سیاست	12/=	حیاتِ انورؒ (تذکرہ و سوانح علامہ انور شاہ کشمیریؒ) (زیر طبع)		فلسفۂ سیرت خاتم الانبیاء ﷺ	180/=
امامِ اعظم کے حیرت انگیز واقعات (اردو)	90/=	اسیرِ مالٹا مولانا عزیر گلؒ	15/=	زبدۃ القرآن	120/=
علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (اردو)	90/=	تذکرہ و سوانحِ مولانا محمد احمد صاحبؒ	100/=	انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت	30/=
عبداللہ بن مبارک کے حیرت انگیز واقعات	30/=	اماں جی مرحومہ و مغفورہ	60/=	قصیدہ بردہ شریف	36/=
اسلامی سیاست اور اس کے انقلابی خدوخال	120/=	ماں کی عظمت	120/=	ماہنامہ القاسم	15/=
اسلامی انقلاب اور اس کا فکری لائحہ عمل	90/=	اسلامی آدابِ زندگی	320/=	نقوشِ حقانی	60/=
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر	750/=	ابوحنیفۂ ہند مولانا مفتی کفایت اللہؒ نمبر	150/=	بزمِ منور .... (چھ جلد)	500/=
سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ	90/=	علامہ سید سلیمان ندویؒ نمبر	150/=	محرفِ قرآن	120/=
میرے حضرت، میرے شیخ	90/=	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نمبر	240/=	الادب الجاری فی ابیات صحیح البخاری	60/=
صحبتے با اہلِ حق	120/=	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	240/=	اقوالِ سلف	120/=
خطباتِ حقانی	90/=	آثارِ صالحہ	90/=	فقہی جواہر	21/=
کشکولِ معرفت .... (مکمل)	240/=	ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ .... (اردو)	21/=	انمول موتی	21/=
مکتوباتِ افغانیؒ	90/=	تحفۂ فکر و عمل	30/=	خلافتِ راشدہ کا تیس سالہ دور (چارٹ)	10/=
مشاہیر کی علمی اور مطالعاتی زندگی	120/=	میرِ کاروان مولانا فضل الرحمن	90/=	مرقعِ عہدِ رسالت (چارٹ)	10/=
ساعتے با اولیاء	90/=	حقانی کتابیں	50/=	سوانح شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ	99
اربابِ علم و کمال اور پیشۂ رزقِ حلال	90/=	عالمانہ اور مجاہدانہ تقریریں	10/=		

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ، صوبہ سرحد، پاکستان ...... فون : (0923)630237

Marfat.com

Marfat.com

مولانا عبد القیوم حقانی کی تصنیفات

القاسم اکیڈمی ● جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس ● خالق آباد نوشہرہ ● سرحد پاکستان

Marfat.com